دس عقائدِ ونظریات

صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے مشاجرات
اہل بیت اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دار الایمان

نام کتاب ________ دس عقائد و نظریات

تالیف ________ مولانا محمد الیاس گھمن

تاریخ اشاعت ________ مئی 2026ء

بار اشاعت ________ اول

تعداد اشاعت ________ 1100

ناشر ________ مکتبہ دار الایمان

@darulimansgd

www.Darulimansgd.com

مکتبہ دار الایمان

دار الایمان (رجسٹرڈ)

0300-6623540 / 0321-6353540

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مکتبہ دار الایمان کی طرف سے اس کتاب کو دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور اشاعت سے قبل ادارہ سے اجازت لینا ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ.. 6

صحابی؛ تعریف و عقائد 8

﴿صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد﴾

1: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ خدائی انتخاب 22

2: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ پکے سچے مومن 25

3: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ عادل 25

4: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ دین میں حجت 27

5: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ معیارِ حق 30

6: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ تنقید سے بالاتر 32

7: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ گناہوں سے محفوظ 34

8: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ جنتی 39

9: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ اُخروی عذاب سے نجات یافتہ 41

10: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا اجماع معصوم عن الخطا 43

ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے متعلق دس عقائد

1: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ تعریف و مصداق 48
2: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ خدائی انتخاب 48
3: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ اہلِ ایمان کی مائیں 51
4: ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن؛ تعداد اور اسمائے گرامی 53
5: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے حیاتِ نبوی میں انتقال کرنے والی ازواج 55
6: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ بیک وقت نکاح میں نَو ازواج 55
7: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ پاکدامنی کا پیکر 57
8: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ اہلِ بیت کا اوّلین و کامل ترین فرد 60
9: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ عدتِ وفات سے مستثنیٰ 62
10: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ وفاتِ نبوی کے بعد نکاح کی حرمت 63

اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد

1: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ تعریف و مصداق 68
ازواج کا اہلِ بیت ہونا: 68
اولاد کا اہلِ بیت ہونا: 70
2: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ دوہری عظمت کے حامل 70
3: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) سے محبت، ایمان کی؛ بغض، نفاق کی علامت 71

4:اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ دین میں حجت 73
5:اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ قرابتِ نبوی کی بنا پر واجب الاحترام 75
6:اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد 76
7:اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ شہر علم کا دروازہ 79
8:اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار 80
9:اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار 84
10:اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کی محبت میں غلو سے اجتناب 85

مشاجراتِ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد

1:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم)؛ لغوی معنی 87
2:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) اصطلاحی معنی 88
3:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم)؛ خروج اور فسق سے پاک 89
4:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین کا مقام و مرتبہ 91
5:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین جنتی 92
6:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں اختلاف کی نوعیت 94
7:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین مجتہد 97
8:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں ایک فریق صواب اور دوسرا خطا اجتہادی کا حامل 98
9:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین میں اجر کی تقسیم 101
10:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم)؛ فریقین پر طعن کی حرمت اور خاموشی کا وجوب 103

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهٖ، وَأَصْحَابِهٖ، وَأَزْوَاجِهٖ أَجْمَعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، أَمَّا بَعْدُ!

عقائدِ اسلامیہ ہی وہ بنیاد ہیں جن پر دین کی عمارت قائم ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت ہر آندھی و طوفان کے مقابلے میں قائم رہتی ہے، اور اگر بنیاد کمزور ہو تو معمولی جھٹکا بھی اسے گرا دیتا ہے۔ امتِ مسلمہ کی تاریخ میں ہمیشہ سے یہ حقیقت مسلم رہی ہے کہ عقائد کے باب میں کسی قسم کی لغزش یا انحراف نہ صرف فرد کے لیے تباہ کن ہے بلکہ پوری جماعت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

ہمارے زمانے میں خاص طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن، اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور مشاجراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق افراط و تفریط عام ہو چکی ہے۔ بعض لوگ غلو و افراط کا شکار ہو کر حقیقت سے ہٹ جاتے ہیں، جبکہ بعض تفریط میں مبتلا ہو کر عظمت و حرمت کو پامال کرتے ہیں۔ اس صورتِ حال نے عامۃ المسلمین کے اذہان کو الجھا دیا ہے اور بعض اوقات غلط عقائد و نظریات عوام میں رواج پا جاتے ہیں۔

ایسی فکری فضا میں ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ عوامی سطح پر ان اہم موضوعات پر اھل السنۃ والجماعۃ کے متوارث، متفق علیہ اور مستند عقائد کو واضح کیا جائے تاکہ غلط عقائد کے بجائے صحیح اور متوازن عقائد معاشرے میں راسخ ہوں۔ اسی مقصد کے تحت ہم نے اس کتاب میں:

- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد
- ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے متعلق دس عقائد
- اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد
- مشاجراتِ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد

پیش کیے ہیں۔

ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ ان عقائد کو عامۃ المسلمین کے دلوں میں راسخ فرمائے، صحیح عقائد کو امت میں رواج دے، باطل اور گمراہ کن نظریات کو مٹا دے، اور اس کتاب کو دین و ایمان کے لحاظ سے نفعِ عام کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور آخرت میں اپنی رضا و مغفرت نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وأزواجہ أجمعین.

محتاجِ دعا

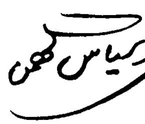

سرپرست مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

اِتوار؛23-ذوالقعدہ1447ھ،10، مئی2026ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابی؛ تعریف و عقائد

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے دو باتیں ذکر کی جائیں گی:

(1) صحابی کی تعریف

(2) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کے دس عقائد

صحابی کی تعریف:

صحابہ؛ صحابی کی جمع ہے۔ صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور ایمان کی حالت میں ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ. [1]

ترجمہ: (صحابی اس شخص کو کہتے ہیں) جس نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور ایمان کی حالت میں ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔

[۱]: اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایمان لانے کے ارادے سے آئے تو بھی صحابی ہے۔ جیسے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ۔

امام ابو الحسن عِز الدین علی بن محمد بن عبد الکریم الشیبانی المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ، فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ لِأَهْلِ السَّفِيْنَةِ:

[1] نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر لابن حجر: ص131 تعریف الصحابی

"أَخْلِصُوْا، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا هَا هُنَا". فَقَالَ عِكْرِمَةُ: إِنْ لَمْ يُنْجِنِيْ فِي الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ مَا يُنْجِيْنِيْ فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدٌ إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِيْ مِمَّا أَنَا فِيْهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَضَعَ يَدِيْ فِيْ يَدِهٖ فَلَأَجِدَنَّهٗ عَفُوًّا كَرِيْمًا. قَالَ: فَجَاءَ فَأَسْلَمَ. [2]

ترجمہ: عکرمہ سمندری سفر پر روانہ ہوئے تو انہیں سخت آندھی نے گھیر لیا۔ کشتی والوں نے ایک دوسرے سے کہا: اخلاص کے ساتھ اللہ ہی کو پکارو کیونکہ یہاں تمہارے معبود کسی کام نہیں آئیں گے۔ یہ سن کر عکرمہ نے (دل میں) کہا: "اگر سمندر میں مجھے صرف اخلاص ہی نجات دے سکتا ہے تو خشکی میں بھی اُس کے سوا کوئی چیز مجھے نجات نہیں دے سکتی۔" پھر انہوں نے دعا کی: اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس مصیبت سے بچالیا تو میں ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گا، یہاں تک کہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دوں گا اور میں یقیناً انہیں معاف کرنے والا اور نہایت کریم پاؤں گا۔ راوی کہتے ہیں: پھر عکرمہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

[۲]: اگر ایمان لانے کے ارادے سے نہ آئے لیکن مجلس میں آکر ایمان قبول کرلے تو وہ بھی صحابی ہے۔ جیسے حضرت ابو امیہ عمیر بن وھب بن خلف بن وھب قرشی جُمَحی رضی اللہ عنہ۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع البصری الزھری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَبَعَثُوْهُ طَلِيْعَةً لِيَحْزُرَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأْتِيَهُمْ بِعَدَدِهِمْ وَعُدَّتِهِمْ، فَفَعَلَ، وَقَدْ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى رَدِّ قُرَيْشٍ عَنْ لُقِيِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ، فَلَمَّا الْتَقَوْا كَانَ ابْنُهٗ وَهْبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِيْمَنْ أُسِرَ يَوْمَ بَدْرٍ، أَسَرَهٗ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ الزُّرَقِيُّ، فَرَجَعَ عُمَيْرٌ إِلٰى مَكَّةَ، فَقَالَ لَهٗ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ مَعَهٗ فِي الْحِجْرِ: دَيْنُكَ عَلَيَّ، وَعِيَالُكَ عَلَيَّ، أَمُوْنُهُمْ مَا عِشْتُ، وَأَجْعَلُ لَكَ كَذَا وَكَذَا إِنْ أَنْتَ خَرَجْتَ إِلٰى

---

[2] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 3 ص 379 تحت عکرمہ بن ابی جہل

مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَقْتُلَهٗ، فَوَافَقَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ، وَقَالَ: إِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ عُذْرًا فِيْ قُدُوْمِيْ عَلَيْهِ، أَقُوْلُ: جِئْتُ فِيْ فِدَى ابْنِيْ، فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَدَخَلَ وَعَلَيْهِ السَّيْفُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَآهُ إِنَّهٗ لَيُرِيْدُ غَدْرًا، وَاللهُ حَائِلٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ ذٰلِكَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَحْنِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهٗ: مَا لَكَ وَالسِّلَاحُ؟ فَقَالَ: أُنْسِيْتُهٗ عَلَيَّ لَمَّا دَخَلْتُ، قَالَ: وَلِمَ قَدِمْتَ؟ قَالَ: قَدِمْتُ فِيْ فِدَى ابْنِيْ، قَالَ: فَمَا جَعَلْتَ لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ؟ فَقَالَ: وَمَا جَعَلْتُ لَهٗ؟ قَالَ: جَعَلْتَ لَهٗ أَنْ تَقْتُلَنِيْ، عَلٰى أَنْ يُعْطِيَكَ كَذَا وَكَذَا، وَعَلٰى أَنْ يَقْضِيَ دَيْنَكَ، وَيَكْفِيَكَ مَئُوْنَةَ عِيَالِكَ، فَقَالَ عُمَيْرٌ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ، فَوَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا اطَّلَعَ عَلٰى هٰذَا أَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرِ صَفْوَانَ، وَإِنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ أَخْبَرَكَ بِهٖ[3]؛

ترجمہ: عمیر بن وہب نے غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے شرکت کی۔ قریش نے انہیں جاسوس بنا کر بھیجا تھا تاکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی تعداد اور اُن کے سامانِ جنگ کا اندازہ لگا کر خبر لائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

وہ اس بات کے بہت خواہش مند تھے کہ قریش کسی طرح بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے سے باز رہیں۔ پھر جب جنگ ہوئی تو اُن کا بیٹا وہب بن عمیر؛ اُن لوگوں میں تھا جو بدر کے دن قید کیے گئے۔ اُسے رفاعہ بن رافع بن مالک زُرَقی نے قید کیا تھا۔

اس کے بعد عمیر مکہ واپس آئے۔ صفوان بن اُمیہ، جو اُس وقت حِجر میں اُن کے ساتھ بیٹھا تھا، اُس نے کہا: "تمہارا قرض میرے ذمے اور تمہارے اہل و عیال کی ذمہ داری بھی میرے ذمے۔ جب تک میں زندہ ہوں اُن کے اخراجات اٹھاؤں گا اور تمہیں اتنا اتنا مال بھی دوں گا اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اُنہیں قتل کر دو۔"
عمیر نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی اور کہا: "میرے پاس اُن کے سامنے جانے کا ایک بہانہ موجود ہے۔

[3] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج4 ص151 رقم الترجمۃ 439 تحت عمیر بن وھب

میں کہوں گا کہ میں اپنے بیٹے کے فدیے کے لیے آیا ہوں۔"

چنانچہ وہ مدینہ پہنچے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عمیر اندر داخل ہوئے اور اُن کے پاس تلوار تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا:

"یہ شخص ضرور کسی خیانت کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن اللہ اس کے اور اس ارادے کے درمیان حائل ہو جائے گا۔"

پھر عمیر آگے بڑھے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ ہتھیار کیوں ساتھ لائے ہو؟"

انہوں نے کہا: "میں مسجد میں داخل ہوتے وقت اسے اتارنا بھول گیا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کس مقصد سے آئے ہو؟"

انہوں نے کہا: "اپنے بیٹے کے فدیے کے لیے آیا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو پھر تم نے حِجر میں صفوان بن اُمیہ سے کیا طے کیا تھا؟"

عمیر نے کہا: "میں نے اُس سے کیا طے کیا تھا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے اُس سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ تم مجھے قتل کرو گے، اس کے بدلے وہ تمہیں اتنا اتنا مال دے گا، تمہارا قرض ادا کرے گا اور تمہارے اہل و عیال کے اخراجات کی کفالت کرے گا۔"

یہ سن کر عمیر بول اٹھے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس بات کی خبر میرے اور صفوان کے علاوہ کسی کو نہ تھی، اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو یہ خبر اللہ تعالیٰ ہی نے دی ہے۔"

[۳]: مرد ہو تو "صحابی" کہلاتا ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اگر عورت ہو تو "صحابیہ" کہلاتی ہے جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری الشافعی رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَه ابْنُ أَبِي

الْجَدْعَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ ، هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْجَدْعَاءِ صَحَابِيٌّ مَشْهُوْرٌ. [4]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ جماعت صحابہ میں سے ایک شخص جنہیں "ابن ابی الجدعاء" کہا جاتا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے ایک شخص کی شفاعت کے ذریعے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جو بنو تمیم کی تعداد سے بھی زیادہ ہوں گے۔ یہ عبد اللہ بن ابی الجدعاء ہیں جو ایک مشہور صحابی ہیں۔

علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اِسْمُ أُمِّ أَبِيْ هُرَيْرَةَ "أُمَيْمَةُ" بِالتَّصْغِيْرِ وَقِيْلَ: "مَيْمُوْنَةُ" وَهِيَ صَحَابِيَّةٌ ذُكِرَ إِسْلَامُهَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ . [5]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام "اُمَیمہ" تھا۔ ایک قول کے مطابق "میمونہ" تھا۔ آپ صحابیہ تھیں اور ان کے اسلام قبول کرنے کا ذکر صحیح مسلم میں آیا ہے۔

[۴]: صحابی ہونے کے لیے صرف صحبت کافی ہے، خواہ ایک لمحہ ہو جیسے حضرت عمرو بن ثابت بن وَقْش رضی اللہ عنہ (لقب "أُصَيْرِم")، خواہ ایک طویل مدت جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

قلیل صحبت کی مثال:

امام ابو الحسن عِز الدین علی بن محمد المعروف ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: أَخْبِرُوْنِيْ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَلَمْ يُصَلِّ لِلّٰهِ

---

[4] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج1 ص249 رقم الحدیث 244

[5] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج5 ص218 باب العبد اذا احسن عبادة ربه ونصح سيده

عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً فَإِذَا لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ يَقُوْلُ: "أُصَيْرِمُ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ يَأْبَى الْإِسْلَامَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ بَدَا لَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ ثُمَّ أَخَذَ سَيْفَهُ فَأَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحُ فَخَرَجَ رِجَالُ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَتَفَقَّدُوْنَ رِجَالَهُمْ فِي الْمَعْرَكَةِ فَوَجَدُوْهُ فِي الْقَتْلٰى فِيْ آخِرِ رَمَقٍ، فَقَالُوْا: هٰذَا عَمْرٌو، فَمَا جَاءَ بِهٖ؟ فَسَأَلُوْهُ: مَا جَاءَ بِكَ يَا عَمْرُو! أَحَدَبًا عَلٰى قَوْمِكَ أَمْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ: بَلْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، أَسْلَمْتُ وَقَاتَلْتُ حَتّٰى أَصَابَنِيْ مَا تَرَوْنَ. فَلَمْ يَبْرَحُوْا حَتّٰى مَاتَ فَذَكَرُوْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.[6]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو جنت میں تو داخل ہوا لیکن اس نے اللہ عزوجل کے لیے ایک نماز بھی ادا نہیں کی تھی۔ جب لوگ اس شخص کو نہ پہچان پاتے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے کہ وہ بنی عبد الاشہل کا "اُصَیرِم" ہے جن کا نام عَمرو بن ثابت بن وقش تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ وہ پہلے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ پھر جب جنگِ اُحد کا دن آیا تو ان کے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے۔ پھر انھوں نے تلوار اٹھائی اور (دشمن سے لڑنا شروع کیا) یہاں تک کہ زخموں نے انہیں نڈھال کر دیا۔ (بعد میں) قبیلہ بنو عبد الاشہل کے کچھ لوگ میدانِ جنگ میں اپنے آدمیوں کو تلاش کرتے ہوئے نکلے تو انہوں نے عمرو بن ثابت کو مقتولین کے درمیان آخری سانسوں میں پایا۔ انہوں نے کہا: "یہ تو عَمرو ہے، یہ یہاں کیسے پہنچا؟" پھر اُن سے پوچھا: "اے عَمرو! تم یہاں کیا چیز لائی؟ اپنی قوم کی حمایت کا جذبہ یا اسلام کی رغبت؟ تو انہوں نے جواب دیا: اسلام کی رغبت مجھے یہاں لائی، میں اسلام لایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ مجھے وہ زخم پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو۔" پھر وہ ان کے پاس ہی تھے کہاں کا انتقال ہو گیا۔ پھر انہوں نے اس کا ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً وہ اہلِ جنت میں سے ہے۔

[6] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 3 ص 475 تحت عمرو بن ثابت

طویل صحبت کی مثال:

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: صَحِبَ أَبُوْ بَكْرٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ أَسْلَمَ إِلٰى حِيْنَ تُوُفِّيَ لَمْ يُفَارِقْهُ سَفَرًا وَلَا حَضَرًا إِلَّا فِيْمَا أَذِنَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوْجِ فِيْهِ مِنْ حَجٍّ وَ غَزْوٍ وَشَهِدَ مَعَهُ الْمَشَاهِدَ كُلَّهَا وَهَاجَرَ مَعَهُ وَتَرَكَ عِيَالَهُ وَأَوْلَادَهُ رَغْبَةً فِي اللهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَفِيْقُهُ فِي الْغَارِ.[7]

ترجمہ: علماء نے فرمایا ہے کہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے جب سے اسلام قبول کیا اُس وقت سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ سفر ہو یا حضر، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوئے سوائے اُن مواقع کے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں حج یا کسی جہاد وغیرہ کے لیے جانے کی اجازت دی۔ وہ تمام معرکوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر اپنے اہل و عیال اور اولاد کو چھوڑ دیا، اور وہی غار میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق رہے۔

[۵]: نابینا ہونے کی وجہ سے زیارت کر سکا ہو تب بھی صحابی ہے، جیسے حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ يُؤَذِّنُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَعْمٰى.[8]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت (عبد اللہ) ابنِ اُمِّ مکتوم (رضی اللہ عنہ)

---

[7] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص27 تحت فصل فی صحبته و مشاهده [ابی بکر الصدیق]

[8] صحیح مسلم: رقم الحدیث 381

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے حالانکہ وہ نابینا صحابی تھے۔

[۶]: خاتمہ ایمان پر ہو ورنہ سمجھا جائے گا کہ یہ منافق تھا جس نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ (۶۱)﴾ [9]

ترجمہ: جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: "ہم ایمان لے آئے"، حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے تھے اور اسی (کفر) کے ساتھ ہی نکل گئے، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں۔

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۴)﴾ [10]

ترجمہ: یہ دیہاتی لوگ کہتے ہیں: "ہم ایمان لے آئے"، آپ کہہ دیجیے: "تم ایمان نہیں لائے، بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے، اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا"، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرتے رہو گے تو وہ تمہارے اعمال (کا ثواب) تم سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

[۷]: جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود ہو اور اسلام بھی قبول کر لے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر نہ ہوا ہو تو اسے صحابی نہیں کہتے۔ جیسے حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ۔

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

---

[9] سورۃ المائدۃ:61

[10] سورۃ الحجرات:14

إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ "أُوَيْسٌ" وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.[11]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سب سے افضل ایک شخص ہو گا جس کا نام "اویس" ہے۔ اس کی والدہ بھی ہوں گی اور اس کے جسم میں سفیدی (برص) کا اثر ہو گا۔ (جب تم ان سے ملو) تو ان سے کہنا کہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

سوال:

ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ فلاں شخص صحابی ہے اور فلاں نہیں؟

جواب:

قرآنی صراحت:

بعض افراد کے متعلق قرآن کریم میں صحابی ہونے کی صراحت آئی ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾[12]

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کرو گے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکونِ قلب نازل فرمایا۔

---

[11] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6491

[12] سورۃ التوبۃ: 40

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُوْنَ أَبُوْ بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَافِرًا لِأَنَّ الْأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ ﴿إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ هُوَ أَبُوْ بَكْرٍ، وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ اللهَ تَعَالٰى وَصَفَهٗ بِكَوْنِهٖ صَاحِبًا لَهٗ. [13]

ترجمہ: جو شخص اس بات کا انکار کرے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے تو وہ کافر ہے؛ اس لیے کہ پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ کہ "جب وہ اپنے ساتھی سے فرمارہے تھے" میں ساتھی سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی قرار دیا ہے۔

صریح تصدیقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

بعض افراد کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ ان کے ایمان اور جنتی ہونے کی گواہی دی، چنانچہ وہ بلاشبہ صحابہ ہیں۔ مثلاً عشرہ مبشرہ، جنگِ بدر کے شرکاء، جنگِ احد کے شرکاء، بیعتِ رضوان کے شرکاء، فتح مکہ کے وقت موجود افراد وغیرہ۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ أَتٰى إِلَى الْمَقْبَرَةِ، فَسَلَّمَ عَلٰى أَهْلِ الْمَقْبَرَةِ، فَقَالَ: "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ". ثُمَّ قَالَ: "وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا". قَالَ: فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَلَسْنَا بِإِخْوَانِكَ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَإِخْوَانِيَ الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوْا بَعْدُ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ." [14]

---

[13] التفسیر الکبیر للرازی: ج16 ص52 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ:40

[14] مسند احمد: ج8 ص111 رقم الحدیث7980

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے۔ وہاں قبر والوں کو سلام کیا اور فرمایا: تم پر سلام ہو اے مؤمنوں کے گھر والو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آ ملنے والے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک دنیا میں نہیں آئے اور میں حوضِ کوثر پر ان کا پیش رَو ہوں گا۔

صریح نفیِ صحبت:

بعض افراد کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر وضاحت فرمادی کہ وہ صحابی نہیں بلکہ منافق ہیں۔ مثال کے طور پر:

- وہ اشخاص جن کے بارے میں قرآنِ کریم میں نفاق کا ذکر آیا۔
- یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی باطنی حقیقت کو واضح فرمادیا۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ خَطِيْبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: "اُخْرُجْ يَا فُلَانُ! فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ، اُخْرُجْ يَا فُلَانُ! فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ"، فَأَخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ نَاسًا وَفَضَحَهُمْ فَهٰذَا هُوَ الْعَذَابُ الْأَوَّلُ، وَالثَّانِيْ عَذَابُ الْقَبْرِ.[15]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے فلاں! باہر نکل جا کیونکہ تو منافق ہے، اے فلاں! باہر نکل جا کیونکہ تم بھی منافق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مسجد سے نکال دیا اور انہیں رسوا کر دیا۔ پس یہ رسوا ہونا پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب؛ قبر کا عذاب ہے۔

---

[15] التفسیر الکبیر للرازی: ج16 ص138 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 101

یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی باطنی حقیقت کو واضح فرما دیا۔

امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد تمیمی المعروف ابن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) نقل کرتے ہیں

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: مَرَنُوْا عَلَيْهِ وَثَبَتُوْا، مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ وَجَدُّ بْنُ قَيْسٍ وَالْجُلَاسُ وَمُعَتِّبٌ وَوَحْوَحٌ وَأَبُوْ عَامِرٍ الرَّاهِبُ.[16]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ کہ مدینہ والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نفاق پر ڈٹے ہوئے ہیں؛ کے بارے میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نفاق پر خوب جم گئے اور اسی پر ڈٹ گئے۔ ان میں عبد اللہ بن اُبیّ، جدّ بن قیس، جلاس، معتّب، وحوح اور ابو عامر راہب شامل تھے۔

تواتر و اجماعِ امت:

کثرتِ روایات (تواتر) اور امت کے اجماعی تعامل سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض افراد صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور اس پر اہلِ علم کا اعتماد بھی موجود ہے۔

ائمۂ محدثین کی تصریحات:

محدثینِ کرامِ امت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعارف پر مستقل کتب تصنیف فرمائیں جن میں ان کے اسماء، حالات اور مراتب کو واضح کیا، اور یہ بیان کیا کہ یہ افراد صحابہ کرام میں شامل ہیں۔ ان میں سے چند اہم کتب درج ذیل ہیں:

1: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، از ابو یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر نمری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ)

[16] تفسیر زاد المسیر: ج3 ص102 تحت سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 102

2: اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، از عز الدین ابو الحسن علی بن محمد ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ)

3: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، از حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ)

فائدہ:

ایک روایت کے مطابق حضرات انبیاء علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000) ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بھی اتنی ہے۔

امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ (ت بعد 740ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْاَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: مِائَةُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا. اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيْرًا. [17]

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! انبیاء (علیہم السلام) کی پوری تعداد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسولوں کی تعداد تین سو پندرہ ہے جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

علامہ محمد بن احمد بن سالم السفّارینی الدمشقی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 1188ھ) لکھتے ہیں:

ورُوِیَ أَنَّهُمْ مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ أَلْفًا. [18]

ترجمہ: اور یہ بات منقول ہے کہ ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔

علمی نکتہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے تھے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی مجموعی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی جاتی ہے، اسی

[17] مشکوۃ المصابیح: رقم الحدیث 5737 باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام

[18] غِذَاء الألباب شرحُ منظومةِ الآداب للسفّارینی: ج 1 ص 23 مطلب عدد الصحابۃ الکرام رضی اللہ عنہم

طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد بھی کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار رہے۔ اس مماثلت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز عطا فرمایا کہ جس طرح میری طرف سے اتنے ہی انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے گئے، اُسی تعداد میں؛ میں نے آپ کو بھی نمائندے عطا فرمائے۔

فائدہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ صحابیت کا دروازہ بند ہو گیا۔ کیونکہ صحابی؛ صحبت سے بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اب صحبت ممکن نہیں اس لیے صحابی بننا بھی ممکن نہیں۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهٖ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ. [19]

ترجمہ: جس نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی ہو اور ایمان کی حالت میں ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[19] نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر لابن حجر: ص 131 تعریف الصحابی

﴿صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد﴾

1: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) خدائی انتخاب ہیں۔

2: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پکے سچے مومن ہیں۔

3: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) عادل ہیں۔

4: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) حجت ہیں۔

5: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) معیارِ حق ہیں۔

6: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تنقید سے بالاتر ہیں۔

7: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) گناہوں سے محفوظ ہیں۔

8: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔

9: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) عذابِ آخرت سے محفوظ ہیں۔

10: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا اجماع معصوم عن الخطا ہے۔

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

1: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ خدائی انتخاب

1: صحابیت محض اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم الشان منصب ہے۔

2: اللہ تعالیٰ نے جیسے نبوت و رسالت کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کا انتخاب فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتخاب فرمایا۔

3: خدائی انتخاب کا مطلب ہے کہ "صحابیت" کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے، یعنی محنت سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملتی ہے۔

امام ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر حنظلی الرازی رحمہ اللہ (ت 327ھ) لکھتے ہیں:

فَأَمَّا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهُمُ الَّذِيْنَ شَهِدُوا الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيْلَ، وَعَرَفُوا التَّفْسِيْرَ وَالتَّأْوِيْلَ، وَهُمُ الَّذِيْنَ اخْتَارَهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُصْرَتِهٖ، وَإِقَامَةِ دِيْنِهٖ، وَإِظْهَارِ حَقِّهٖ. [20]

ترجمہ: رہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی، تو وہ ایسی ہستیاں ہیں جنہوں نے وحی اور نزولِ قرآن کا مشاہدہ کیا، اور تفسیر و تأویل کو جانا، یہ وہی افراد ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، نصرت، دین کو قائم کرنے اور حق کے اظہار کے لیے منتخب فرمایا۔

دلیل نمبر 1:

امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی رحمہ اللہ (ت 204ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَهٗ بِرِسَالَاتِهٖ وَانْتَخَبَهٗ بِعِلْمِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ بَعْدَهٗ فَاخْتَارَ لَهٗ أَصْحَابَهٗ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِيْنِهٖ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [21]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ عزّوجلّ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو ان میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چن لیا، اور انہیں اپنی رسالت کے لیے مبعوث فرمایا، اور انہیں اپنے علم کی بنا پر منتخب کیا (کہ رسالت کا حق ادا کرنے کے لیے سب سے لائق وہی ہیں)۔ پھر ان کے بعد اللہ نے لوگوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے صحابہ کو چن لیا، اور انہیں اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنا دیا۔

---

[20] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی: ج 1 ص 55 مقدمۃ الکتاب

[21] مسند ابی داؤد الطیالسی: ج 1 ص 130 رقم الحدیث 243

دلیل نمبر 2:

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ﴿سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى﴾ قَالَ: هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَفَاهُمُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[22]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى﴾ کہ ان لوگوں پر سلامتی ہو جنہیں اللہ نے منتخب فرمایا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

سوال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آنے اور ایمان لانے میں تو انسان کو اختیار ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اختیار سے مجلسِ نبوی میں آکر اسلام قبول کیا تو پھر صحابیت؛ وہبی کیسے ہوئی؟ بلکہ یہ تو کسبی ہے۔

جواب:

ایک ہے: مؤمن ہونا، اور ایک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا مؤمن ہونا۔ پہلی بات اختیاری اور کسبی ہے جبکہ دوسری بات غیر اختیاری اور وہبی ہے۔

اشکال:

صحابی تو اپنی مرضی سے کلمہ پڑھتا ہے تو پھر یہ وہبی منصب کیسے ہوا؟

جواب:

صحابی ایمان تو اپنی مرضی سے قبول کرتا ہے لیکن اس زمانے میں پیدا اپنی مرضی میں نہیں ہوتا لہٰذا اس

---

[22] مجمع الزوائد للہیثمی: ج7 ص199 رقم الحدیث 11249

اعتبار سے یہ وہی منصب ہی ہے۔

2: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ پکے سچے مومن

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پکے سچے مومن ہیں۔

2: قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی صفات بیان فرمائی ہیں ان کا سب سے پہلا مصداق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الَّذِيْ وَصَفَهُ اللهُ تَعَالٰى بِأَنَّهٗ عَلٰى بَيِّنَةٍ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [23]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن شخصیات کا یہ وصف بیان فرمایا کہ وہ (واضح) دلیل پر قائم ہیں ان سے مراد مومنین ہیں اور (ان کا پہلا مصداق) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

دلیل:

﴿أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ [24]

ترجمہ: یہی حقیقی مؤمن ہیں۔ ان کے لیے اپنے رب کے ہاں بڑے درجات، مغفرت اور بہترین رزق موجود ہے۔

3: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ عادل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عادل ہونے کا معنی یہ ہے کہ

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شریعت کے متعلق گواہی دینے کی اہلیت موجود ہے۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات کو سچی گواہی کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

---

[23] التفسیر الکبیر للرازی: ج17 ص161 "اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ" سورۃ ھود: 17

[24] سورۃ الانفال: 4

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات، مرویات اور شہادات پر دینِ اسلام کا مدار ہے۔

4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات و شہادات کا انحصار ان کی ذات کے عادل ہونے پر ہے۔

علامہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری رحمہ اللہ (ت456ھ) لکھتے ہیں:

وَكُلُّهُمْ عُدُوْلٌ. [25]

ترجمہ: وہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) سارے کے سارے عادل ہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت671ھ) لکھتے ہیں:

فَالصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ. [26]

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت970ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَنْقُوْلُ فِي الْأُصُوْلِ أَنَّ الصَّحَابَةَ عُدُوْلٌ. [27]

ترجمہ: اصول میں یہ بات منقول ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) عادل ہیں۔

دلیل: (اجماعِ امت)

1: امام حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر الاندلسی المالکی رحمہ اللہ (ت463ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُوْلٌ مَرْضِيُّوْنَ وَهٰذَا أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ. [28]

ترجمہ: صحابہ (رضی اللہ عنہم) سب کے سب عادل ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جس

---

[25] الاِحکام لابن حزم: ج5 ص86

[26] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2863 "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ"، سورۃ الفتح: 29

[27] البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ج1 ص80 کتاب الطہارۃ

[28] الاستذکار لابن عبد البر: ج3 ص301 باب ماجاء فی الصیام فی السفر

پر محدثین کا اجماع ہے۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

فَالصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ، أَوْلِيَاءُ اللهِ تَعَالىٰ وَأَصْفِيَاؤُهُ، وَخِيَرَتُهُ مِنْ خَلْقِهٖ بَعْدَ أَنْبِيَائِهٖ وَرُسُلِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ. [29]

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، اللہ تعالیٰ کے محبوب اور منتخب ہستیاں ہیں، انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد امت کی بہترین شخصیات ہیں۔ یہی اھل السنۃ کا مذہب ہے۔

فائدہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عادل ہونے کو اھل السنۃ والجماعۃ کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ اھل السنۃ والجماعۃ مذہب وہی ہوتا ہے جو اجماعی ہو، جو اجماعی نہ ہو وہ اھل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہی نہیں ہوتا۔

4: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ دین میں حجت

1: قرآن وسنت کی طرح صحابی کا قول، فعل اور تقریر بھی دلیلِ شرعی ہے۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول، فعل اور تقریر کو محدثین نے حدیث شمار کیا ہے اور حدیث حجت ہوتی ہے۔

شیخ امام ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 973ھ) امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت 150ھ) کا فرمان نقل کرتے ہیں:

مَا جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ، بِأَبِيْ هُوَ وَأُمِّي، لَيْسَ لَنَا مُخَالَفَةٌ، وَمَا جَاءَ عَنْ أَصْحَابِهٖ تَخَيَّرْنَا، وَمَا جَاءَ عَنْ غَيْرِهِمْ فَهُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ. [30]

---

[29] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2863 "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" سورۃ الفتح: 29

[30] المیزان الکبریٰ للشعرانی: ج1 ص79 فصل فی بیان ضعف قول من نسب الامام اباحنیفۃ الی انہ یقدم القیاس علی حدیث الخ

ترجمہ: جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے تو سر آنکھوں پر، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میرے لیے بالکل جائز نہیں، جو چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو جائے تو ہم اسے بھی قبول کرتے ہیں اور جب بات صحابہ کے بعد دیگر علماء کی آجائے تو پھر وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں۔

دلیل نمبر 1:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ، كَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ، قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ. [31]

ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت (کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ بعد میں آنا۔ اس عورت نے عرض کیا: حضور! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (تو آئے اور) مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس چلی آنا۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنِّي لَا أَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ، فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ" وَأَشَارَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ. [32]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے، تو

---

[31] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3659

[32] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3663

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ میں تمہارے درمیان کتنی مدت باقی رہوں گا، لہٰذا میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا"۔ یہ فرماتے ہوئے آپ علیہ السلام نے ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی طرف اشارہ فرمایا۔

دلیل نمبر 3:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْعِرْبَاضُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: "أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ". [33]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ایک نہایت مؤثر خطبہ دیا جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ مجمع میں سے ایک شخص بولا: یا رسول اللہ! اس خطبہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دنیا سے جانے والے ہیں، تو ہمیں کچھ وصیت فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی بات ماننا، اس کی اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے۔ ایسے موقع پر تم میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرنا، اس کو مضبوطی سے تھامنا اور دانت سے پکڑنا اور دین میں نئی باتوں سے بچنا۔ اس لیے کہ (دین میں) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

---

[33] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4607

دلیل نمبر 4:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف خطیب تبریزی رحمہ اللہ (ت 737ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ. [34]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

فائدہ:

ان کی اقتداء پر ہدایت پا جانے کا حکم لگانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حجت ہیں۔

5: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ معیارِ حق

1: اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا ایمان (عقیدہ) اور عمل قبول ہوتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان (عقیدہ) اور عمل کے عین مطابق ہو۔

2: اگر کسی کا ایمان (عقیدہ) اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان (عقیدہ) و عمل کے مطابق نہیں ہو گا تو وہ اللہ کے ہاں قبول بھی نہیں ہو گا۔

3: اگر کسی کا ایمان (عقیدہ) اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان (عقیدہ) و عمل کے مطابق نہیں ہو گا تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں "مؤمن" کہلائے جانے کا مستحق ہے نہ "صالح" کہلائے جانے کا حق دار۔

فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ (ت 1416ھ) لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معیارِ حق ہیں۔" [35]

---

[34] مشکوۃ المصابیح: رقم الحدیث 6018 باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم

[35] فتاویٰ محمودیہ: ج 2 ص 205 کتاب العقائد

مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوری رحمہ اللہ (ت 1422ھ) لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین معیارِ حق ہیں۔ اس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ ان کے اقوال، افعال حق و باطل کی کسوٹی ہیں۔"[36]

دلیل نمبر 1:

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾[37]

ترجمہ: اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لائیں جس طرح آپ (صحابہ رضی اللہ عنہم) ایمان لائے ہیں تو یہ لوگ ہدایت یاب ہو جائیں گے۔

دلیل نمبر 2:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾[38]

ترجمہ: مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔

اشکال نمبر 1:

صحابہ جیسا ایمان تو ممکن ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے کام کا حکم کیوں دیا جو ہم کر ہی نہیں سکتے؟

جواب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان واقعتاً نا ممکن ہے اس صورت میں جب مراد کیفیت ہو حالانکہ یہاں پر

---

[36] فتاویٰ رحیمیہ: ج3 ص97

[37] سورۃ البقرۃ:137

[38] سورۃ التوبۃ:100

مراد کمیت ہے، یعنی جن جن چیزوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے تم بھی اُن اُن چیزوں پر ایمان لاؤ۔ لہٰذا اس صورت میں یہ تکلیف مالا یطاق کے زمرے میں نہیں آتا۔

اشکال نمبر 2:

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو گناہ بھی ہوئے ہیں۔ تو کیا ہم بھی وہی گناہ کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیے ہیں؟

جواب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیارِ حق ہونے کا معنی یہ ہے کہ ہم وہ نیک اعمال کریں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیے تھے لیکن اگر ہم سے کوئی گناہ ہو جائے تو ہم دیکھیں کہ اگر یہی گناہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوا تھا تو توبہ کرتے وقت جو کیفیت ان کی تھی وہی کیفیت ہماری ہو۔

اشکال نمبر 3:

معیارِ حق تو قرآن و حدیث ہیں نہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

جواب:

قرآن و حدیث حق ہیں اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) معیارِ حق۔ یعنی قرآن وہی تسلیم ہو گا جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے واسطے سے آیا ہو اور حدیث بھی وہی تسلیم ہو گی جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے واسطے سے آئی ہو۔

6: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ تنقید سے بالاتر

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شخصیت مجروح ہوتی ہو حرام ہے۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شان میں کمی ہوتی ہو حرام ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ ذَهَبَتْ شِرْذِمَةٌ لَا مُبَالَاةَ بِهِمْ إِلَى أَنَّ حَالَ الصَّحَابَةِ كَحَالِ غَيْرِهِمْ، فَيَلْزَمُ الْبَحْثُ عَنْ

عَدَالَتِهِمْ ، وَمِنْهُمْ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ حَالِهِمْ فِي بُدَاءَةِ الْأَمْرِ فَقَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْعَدَالَةِ إِذْ ذَاكَ، ثُمَّ تَغَيَّرَتْ بِهِمُ الْأَحْوَالُ فَظَهَرَتْ فِيهِمُ الْحُرُوبُ وَسَفْكُ الدِّمَاءِ فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ وَهٰذَا مَرْدُوْدٌ. [39]

ترجمہ: بعض لوگ جو کسی شمار و قطار میں نہیں، کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ باقی لوگوں کی طرح ہے، اس لیے صحابہ کی عدالت کے متعلق بحث کی جائے گی۔ چنانچہ ان لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ابتدائی احوال کے پیش نظر؛ یہ کہا ہے کہ اس وقت صحابہ عادل تھے لیکن بعد میں جب ان کے احوال میں تبدیلی آئی اور آپس میں جنگیں ہوئیں اور (دونوں اطراف میں) شہادتیں واقع ہوئیں تو (اس وقت) ان کے احوال سے بحث کرنا ضروری ہے۔ (امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) ان لوگوں کی یہ بات مردود ہے۔

دلیل نمبر 1:

امام ابو الحجاج مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي ، لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا ، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ ، وَلَا نَصِيْفَهٗ. [40]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو، میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تب بھی وہ میرے صحابہ میں سے کسی ایک کے ایک مُد کے برابر بھی (اجر میں) نہیں پہنچ سکتا، نہ ہی آدھے مُد کے (اجر کے) برابر۔

---

[39] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2863 "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" سورۃ الفتح: 29

[40] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2540

دلیل نمبر 2:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ. [41]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو۔ ان کو میرے بعد طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔

دلیل نمبر 3:

تنقید کی دو ممکنہ صورتیں بن سکتی ہیں:

1: ایمان پر تنقید

2: اعمال پر تنقید

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ دونوں قسم کی تنقیدیں ممنوع ہیں۔ اگر تنقید ایمان وعقیدہ کی وجہ سے ہو یعنی عقیدہ خراب ہو تو صحابی؛ صحابی نہیں رہتا اور اگر تنقید عمل کی وجہ سے ہو تو صحابی عمل کی وجہ سے صحابی بنتا ہی نہیں ہے۔

7: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ گناہوں سے محفوظ

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمہ میں وہ گناہ باقی نہیں رہنے دیتے۔

2: دنیا میں ان کا وہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں

3: اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ رکھتے ہیں۔

---

[41] شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص191 رقم الحدیث 1511

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت405ھ) لکھتے ہیں:

لَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللهِ وَسِيلَةً ." [42]

ترجمہ: بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات جان لی ہے کہ ابن ام عبد (یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کا قریب ترین ذریعہ ہیں۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت970ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَنْقُولُ فِي الْأُصُولِ أَنَّ الصَّحَابَةَ عُدُولٌ فَهُمْ مَحْفُوظُونَ مِنَ الْمَعَاصِي. [43]

ترجمہ: اصول میں یہ بات منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں اور گناہوں سے محفوظ ہیں۔

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ (ت1403ھ) فرماتے ہیں:

علمائے دیوبند اُن [صحابہ کرام رضی اللہ عنہم] کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیشِ نظر انہیں سر تاجِ اولیاء مانتے ہیں، مگر ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں، البتہ انہیں محفوظ من اللہ مانتے ہیں جو ولایت کا انتہائی مقام ہے۔ [44]

دلیل نمبر 1:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (١٥٢)﴾ [45]

ترجمہ: (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) پکی بات ہے کہ اللہ نے تمہیں معاف

[42] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج3 ص37 کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ رقم الحدیث 3269

[43] البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ج1 ص80 کتاب الطہارۃ

[44] علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج: ص122

[45] سورۃ آل عمران: 152

فرما دیا ہے اور وہ اہل ایمان پر فضل فرمانے والا ہے۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ ؟ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ ، فَقَالَ : اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ. [46]

ترجمہ: ابو عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا وہ (حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ) اہلِ بدر میں سے نہیں ہے؟ اور تمہیں کیا معلوم! شاید اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر نظر فرمائی اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے"۔

دلیل نمبر 3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشابوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ ، فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ. [47]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے اہلِ بدر پر نظر فرمائی اور (ان سے) فرمایا: "جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔"

---

[46] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج20 ص339 باب غزوۃ بدر الکبریٰ رقم الحدیث 37882

[47] المستدرک علی الصحیحین: ج5 ص105 رقم الحدیث 7051

دلیل نمبر 4:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ: شَهِدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: "مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ، مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ." [48]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن خَبَّاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جیشِ عُسرہ کے متعلق (مالی تعاون کی) ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں 100 اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کے پیش نظر (مالی تعاون کی) ترغیب مزید جاری رکھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوبارہ اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں 200 اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کے پیش نظر (مالی تعاون کی) ترغیب جاری رکھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسری بار اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں 300 اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ راویِ حدیث کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں) فرمایا: آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے گا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں، آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے گا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

[48] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3700

دلیل نمبر 5:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! طَهِّرْنِيْ. فَقَالَ: وَيْحَكَ! ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ. قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! طَهِّرْنِيْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْحَكَ! ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ. قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! طَهِّرْنِيْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْمَ أُطَهِّرُكَ؟ فَقَالَ: مِنَ الزِّنٰى. فَسَأَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبِهٖ جُنُوْنٌ؟ فَأُخْبِرَ أَنَّهٗ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ. فَقَالَ: أَ شَرِبَ خَمْرًا؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ. قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَ زَنَيْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِ فِرْقَتَيْنِ. قَائِلٌ يَقُوْلُ: لَقَدْ هَلَكَ. لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ: مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهٗ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ: اقْتُلْنِيْ بِالْحِجَارَةِ. قَالَ: فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جُلُوْسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ: فَقَالُوْا: غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ. [49]

ترجمہ: حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بُرَیدہ بن الحُصَیب رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو، تم واپس جاؤ اور اللہ سے مغفرت مانگو اور اس کی

---

[49] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1695

طرف متوجہ رہو۔ وہ تھوڑا سا دور گئے اور دوبارہ آکر پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے پاک کر دیجیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ تم پر ہلاکت ہو، تم واپس جاؤ اور اللہ سے مغفرت مانگو اور اس کی طرف متوجہ رہو۔ وہ پھر کچھ دیر بعد آئے اور یہی عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا یہاں تک کہ جب وہ چوتھی مرتبہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: زنا سے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا: "کیا یہ مجنون تو نہیں ہے؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ مجنون نہیں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟" ایک آدمی اٹھا اور ان کے منہ کی بو سونگھی مگر اس میں شراب کی بو نہ پائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں میں ان کے بارے میں دو گروہ بن گئے۔ ایک کہتا تھا کہ یہ ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کے گناہ نے انہیں گھیر لیا ہے جبکہ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ ماعز کی توبہ سے بڑھ کر کوئی توبہ نہیں کیونکہ وہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور کہا کہ مجھے رجم کیجیے (یعنی مجھے اس گناہ پاک کر دیجیے)۔ لوگ دو یا تین دن تک اسی بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور آپ بھی بیٹھ گئے اور فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ تو لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کو بخش دے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے پوری امت پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کے لیے کافی ہو جائے۔

فائدہ:

- ❖ نبی معصوم ہے... یعنی اللہ تعالیٰ نبی سے گناہ ہونے نہیں دیتے
- ❖ صحابی محفوظ ہے... یعنی صحابی سے گناہ ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نامہ اعمال میں رہنے نہیں دیتے
- ❖ مجتہد ماجور ہے... یعنی مجتہد سے خطا ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی اجر ملتا ہے

8: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ جنتی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنتی ہیں۔ ایک لمحے کے لیے بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔

1: علامہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری رحمہ اللہ (ت456ھ) لکھتے ہیں:

وَكُلُّهُمْ عُدُوْلٌ فَاضِلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. [50]

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ عنہم سارے عادل، صاحبِ فضیلت جنتی ہیں۔

2: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْجَمِيْعَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. [51]

ترجمہ: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔

دلیل نمبر 1:

﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ [52]

ترجمہ: تم لوگوں میں سے جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ ان لوگوں سے درجے میں زیادہ ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا اور جہاد کیا (لیکن) اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ ہر ایک سے کر رکھا ہے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ وَكُلَّ وَاحِدٍ مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ أَيِ الْمَثُوْبَةَ الْحُسْنٰى وَهِيَ الْجَنَّةُ مَعَ تَفَاوُتِ الدَّرَجَاتِ. [53]

ترجمہ: قرآن کریم کی آیت میں لفظ ﴿كُلًّا﴾ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواہ وہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے ہوں یا فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے ہوں دونوں ہی مراد ہیں، دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ

---

[50] الاِحکام لابن حزم: ج5 ص86

[51] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ رضی اللہ عنہم: ج1 ص10 مقدمۃ المؤلف

[52] سورۃ الحدید:10

[53] التفسیر الکبیر للرازی: ج29 ص191 " وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى " سورۃ الحدید:10

نے بہترین ثواب یعنی جنت کا وعدہ کیا ہے۔ہاں یہ الگ بات ہے کہ فرقِ مراتب کے اعتبار سے ان کے درجات مختلف ہوں گے۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ ؟ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ ، فَقَالَ : اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ. [54]

ترجمہ: ابو عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا وہ (حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ) اہلِ بدر میں سے نہیں ہے؟ اور تمہیں کیا معلوم! شاید اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر نظر فرمائی ہے اور فرمایا ہے: تم جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔

9: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)؛ اُخروی عذاب سے نجات یافتہ

کسی ایک صحابی کو بھی اُخروی عذاب نہیں ہو گا۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ مِنْهُمُ النَّارَ. [55]

ترجمہ: کوئی صحابی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔

---

[54] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج20 ص339 باب غزوۃ بدر الکبریٰ رقم الحدیث 37882

[55] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ج1 ص10 مقدمۃ المؤلف

دلیل نمبر 1:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (۱۰۱)﴾ [56]

ترجمہ: جن لوگوں کے لیے ہماری جانب سے بھلائی کا وعدہ کیا جا چکا ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾ فَثَبَتَ ... أَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ مِنْهُمُ النَّارَ. [57]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جن لوگوں کے لیے ہماری جانب سے بھلائی کا وعدہ کیا جا چکا ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ.... کوئی صحابی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِي. [58]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جہنم کی آگ شرفِ صحابیت پانے والے مسلمان کو نہیں چھو سکتی۔

دلیل نمبر 3:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[56] سورۃ الانبیاء: 101

[57] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ج 1 ص 10 مقدمۃ المؤلف

[58] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3858

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ". [59]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں (یعنی بیعتِ رضوان کرنے والوں) میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔"

دلیل نمبر 4:

جہنم میں جانے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

- ❖ عقیدہ کی خرابی
- ❖ عمل کی خرابی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے عقیدہ میں بھی کوئی خرابی نہیں۔ ان کے اعمال میں بھی کوئی خرابی نہیں کیونکہ اگر عمل میں کوئی خرابی تھی تو وہ معاف ہو چکی ہے۔

10: صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا اجماع معصوم عن الخطا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ فرداً فرداً مومن، عادل، حجت، معیار حق، تنقید سے بالاتر اور گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن جب کسی بات پر متفق ہو جائیں یعنی ان کا اجماع ہو جائے تو وہ اجماع؛ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرح معصوم ہوتا ہے۔

امام ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک بن بطال البکری القرطبی رحمہ اللہ (ت 449ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ إِجْمَاعَهُمْ مَعْصُوْمٌ كَمَا أَجْمَعُوْا عَلٰى مُصْحَفِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَنَعُوْا مِمَّا عَدَاهُ، فَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَزِمَتِ الْحُجَّةُ بِهٖ. [60]

[59] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4653

[60] شرح صحیح البخاری لابن بطال: ج 8 ص 396 کتاب الحدود

ترجمہ: ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا اجماع معصوم ہے جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مصحفِ عثمانی رضی اللہ عنہ پر اجماع کیا اور اس کے علاوہ (دیگر مصاحف کو اپنانے) سے رک گئے۔ تو (اس طرح) اس پر اجماع منعقد ہو گیا اور یہ اجماع دلیل قرار پایا۔

امام محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) ایک مجلس کی تین طلاق کے تین ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَنَّهُمْ يَنْسَخُوْنَ مِنْ تِلْقَاءِ أَنْفُسِهِمْ فَمَعَاذَ اللهِ لِأَنَّهٗ إِجْمَاعٌ عَلَى الْخَطَإِ وَهُمْ مَعْصُوْمُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ . [61]

ترجمہ: باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی چیز کو اپنی طرف سے منسوخ قرار دیں - معاذ اللہ ایسا نہیں ہو سکتا- کیونکہ اس صورت میں یہ خطا پر اجماع ہو گا اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اس سے بچائے گئے ہیں۔

دلیل نمبر 1:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (۱۱۵)﴾ [62]

ترجمہ: اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے، اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستہ کی پیروی کرے، اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے، اور اسے دوزخ میں جھونکیں گے، اور دوزخ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

استدلال:

مؤمنین کا پہلا طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس لیے آیت کا اول مصداق انہی کا اجماع ہو گا۔

---

[61] شرح النووی علی صحیح مسلم: ج4 ص481 باب طلاق الثلاث

[62] سورۃ النساء: 115

شیخ محمد عبد العظیم الزرقانی رحمہ اللہ (ت 1367ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا رَيْبَ أَنَّ إِجْمَاعَ الْأُمَّةِ فِي أَيِّ عَصْرٍ وَاجِبُ الِاتِّبَاعِ، خُصُوْصًا الْعَصْرَ الْأَوَّلَ. قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾. [63]

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی دور میں امت کا اجماع واجب الاتباع (یعنی قابلِ پیروی) ہے، خصوصاً پہلے دور (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا اجماع۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ﴾ الآیۃ

دلیل نمبر 2:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِيْ أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ إِلَى النَّارِ. [64]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو- یا یہ فرمایا کہ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور جو (جماعت سے) الگ ہوا تو وہ آگ کی طرف دھکیلا جائے گا (یعنی اس کا انجام آگ ہوگی)۔

علامہ ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الغرناطی الشاطبی رحمہ اللہ (ت 790ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْجَمَاعَةَ هِيَ الصَّحَابَةُ عَلَى الْخُصُوْصِ، فَإِنَّهُمُ الَّذِيْنَ أَقَامُوْا عِمَادَ الدِّيْنِ، وَأَرْسَوْا أَوْتَادَهٗ، وَهُمُ الَّذِيْنَ لَا يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ضَلَالَةٍ أَصْلًا. [65]

---

[63] مناہل العرفان فی علوم القرآن: ص 209

[64] سنن الترمذی: رقم الحدیث 2167

[65] کتاب الاعتصام للشاطبی: ص 377

ترجمہ: "الجماعۃ" (جس کی پیروی کا حکم ہے) سے مراد خصوصیت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، کیونکہ یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے دین کی بنیاد کو قائم کیا اور اس کے ستونوں کو مضبوطی سے گاڑ دیا، اور یہ وہی حضرات ہیں جو کبھی بھی کسی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے۔

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے متعلق دس عقائد

(1) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن؛ حضوراکرم ﷺ کے نکاح میں آنے والی خواتین کو کہتے ہیں۔

(2) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں۔

(3) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایمان والے مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔

(4) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱: ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ بنت خُوَیلد رضی اللہ عنہا

۲: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

۳: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

۴: ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

۵: ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۶: ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

۷: ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

۸: ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا

۹: ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

۱۰: ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما

۱۱: ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

(5) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سیدہ خدیجۃ بنت خُوَیلِد رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا؛ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں انتقال فرماگئی تھیں۔

(6) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے بیک وقت حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں نَو(۹)ازواج رہیں۔

(7) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پاک دامن تھیں۔

(8) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت کا اولین، کامل ترین فرد ہیں۔

(9) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عدتِ وفات نہیں۔

(10) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔

1: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ تعریف و مصداق

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن؛ حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں آنے والی خواتین کو کہتے ہیں۔

ان خواتین کو "ازواج" سورۃ الاحزاب کی اس آیت

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ﴾ [66]

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں، اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

کے الفاظ "وَاَزْوَاجُهٗ" کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

"مطہرات" سورۃ الاحزاب کی اس آیت

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۚ(۳۳)﴾ [67]

اے (نبی کے) اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

کے الفاظ "وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا" کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

فائدہ:

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں "وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ" میں نبی کی بیوی کو امت کی ماں قرار دیا گیا ہے۔ بیوی وہی ہوتی ہے جو انسان کے نکاح میں ہو۔

2: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ خدائی انتخاب

امام ابو عبد اللہ محمد بن محمد العَبدَرِی الفاسي المالکی المعروف بابن الحاج رحمہ اللہ (ت 737ھ) لکھتے ہیں:

---

[66] سورۃ الاحزاب:6

[67] سورۃ الاحزاب:33

أَلَا تَرٰى إِلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ) اللَّاتِي اخْتَارَهُنَّ اللهُ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاصْطَفَاهُنَّ لِمَا عَلِمَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى مَا فِيْهِنَّ مِنَ الشِّيَمِ الْكَرِيْمَةِ وَالْأَحْوَالِ الْعَالِيَةِ الْمَرْضِيَّةِ. [68]

ترجمہ: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے بارے غور نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منتخب فرمایا اور چن لیا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا تھا کہ ان میں بلند اخلاق اور پسندیدہ صفات موجود ہیں۔

دلیل نمبر 1:

امام ابو الفتح محمد بن محمد بن سیّد الناس الیَعْمُری رحمہ اللہ (ت 734ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَزَوَّجْتُ شَيْئًا مِنْ نِسَائِي، وَلَا زَوَّجْتُ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِي، إِلَّا بِوَحْيٍ جَاءَنِي بِهٖ جِبْرِيْلُ عَنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ. [69]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جس بیوی سے نکاح کیا اور اپنی جس بیٹی کا نکاح کیا، وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق ہوا، جو میرے پاس جبرائیل علیہ السلام لے کر آتے تھے۔

اشکال:

اس حدیثِ مبارک میں یہ صراحت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نکاح کا فیصلہ وحی کے ذریعے ہوا کرتا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح تو بعثت سے پہلے ہوا

---

[68] المدخل للعبدری: ج1 ص109

[69] عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر: ج3 ص192

تھا، جب کہ اس وقت وحی کا نزول شروع نہیں ہوا تھا۔ ایسی صورت میں یہ نکاح "وحی سے ہونے والے نکاحوں" میں کیسے شمار ہو سکتا ہے؟

جواب نمبر 1:

نبی معصوم ہوتا ہے۔ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی نبی کا کوئی عمل؛ گناہ نہیں ہوتا اور اعلانِ نبوت کے بعد بھی۔ گویا اعلانِ نبوت سے پہلے بھی نبی کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی حکمت، رضا اور عصمت کے حصار کے تحت سرانجام پاتا ہے۔ چنانچہ نبی کا نکاح خواہ وہ بعثت سے پہلے ہوا ہو، مشیت الٰہی اور پسندیدگی کے تحت ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح بھی اُسی ربّ کی مشیت اور پسند سے انجام پایا جس نے بعد کے نکاحوں میں اپنی رضا کو وحی کے ذریعے ظاہر فرمایا۔

جواب نمبر 2:

پیغمبر کا کوئی عمل اگر خطا (اجتہادی) ہو تو بعد میں وحی کو نازل کر کے اسے ختم کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہ عمل خطا ہوتا تو اعلانِ نبوت کے بعد وحی اسے ختم کر دیتی لیکن وحی نے اسے ختم نہیں کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اعلانِ نبوت سے قبل کیا گیا یہ نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی پسند سے انجام پایا۔

دلیل نمبر 2:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے بہتان لگایا تو اس کا دفاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھا۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَهَا صِيَانَةً لِعِرْضِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ.[70]

[70] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص356 "اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ" سورۃ النور: 11

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کی براءت نازل فرمائی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کی حفاظت ہو۔

3: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ اہلِ ایمان کی مائیں

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ایمان والے مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔

1: قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی رحمہ اللہ (ت 544ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ تَوْقِيْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِرِّهٖ وَبِرُّ آلِه وَذُرِّيَّتِه، وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَزْوَاجِه. [71]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور ان کے ساتھ نیکی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ ان کے اہلِ بیت، ان کی اولاد اور مؤمنوں کی مائیں یعنی ان کی ازواج کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ کیا جائے۔

2: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) لکھتے ہیں:

ازواج کا امہات ہونا باعتبار تعظیم کے ہے اور تعظیم کی ایک نوع تحریم بھی ہے اس لیے تحریم بھی واقع ہوئی ... اور جب امویت کی اصل حقیقت تعظیم ہے تو ازواجِ مطہرات ام المؤمنات بھی ہیں۔[72]

دلیل نمبر 1:

﴿اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهٗ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ [73]

ترجمہ: نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[71] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ: ص 35 الباب الثالث الفصل الخامس

[72] بیان القرآن: ج 2 ص 37 "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" سورۃ الاحزاب: 6

[73] سورۃ الاحزاب: 6

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا دَخَلَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُسْطَاطَهُ حَضَرَ نَاسٌ وَحَضَرْتُ مَعَهُمْ لِيَكُوْنَ فِيْهَا قَسْمٌ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قُوْمُوْا عَنْ أُمِّكُمْ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ حَضَرْنَا فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا، فِيْ طَرَفِ رِدَائِهِ نَحْوٌ مِنْ مُدٍّ وَنِصْفٍ مِنْ تَمْرٍ عَجْوَةٍ فَقَالَ: كُلُوْا مِنْ وَلِيْمَةِ أُمِّكُمْ. [74]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں داخل ہوئیں تو لوگ وہاں جمع ہو گئے اور میں بھی وہاں پہنچ گیا تا کہ (مجھے بھی ولیمہ میں سے) کچھ مل جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر چلے گئے اور فرمایا: تم بھی اپنی ماں کے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ پھر جب عشاء کا وقت ہوا تو ہم دوبارہ حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کے ایک کنارے میں ڈیڑھ مد کے قریب عجوہ کھجوریں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھاؤ، یہ تمہاری ماں کا ولیمہ ہے۔

دلیل نمبر 3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن مَنِیْع الہاشمی البصری الزہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَنَا أُمُّ الرِّجَالِ مِنْكُمْ وَالنِّسَاءِ. [75]

ترجمہ: حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں تمہارے مردوں اور عورتوں کی ماں ہوں۔

دلیل نمبر 4:

جو ایمان لاتا ہے یعنی امتی اس کا ایمان نسل ہوتا ہے اور جس پر ایمان لاتا ہے یعنی نبی تو اس نبی کا ایمان اصل ہوتا ہے۔ اصل بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے اور نسل بمنزلہ اولاد کے ہوتا ہے۔ گویا امتی کا ایمان اولاد کی طرح ہے

[74] مسند احمد: ج 11 ص 487 رقم الحدیث 14511

[75] الطبقات الکبریٰ: ج 8 ص 144 ذکر من کان يَصْلُحُ له الدخولُ على أزواج النبي صلى الله عليه و سلم

اور نبی کا ایمان باپ کی طرح ہے۔

اس وجہ سے نبی روحانی باپ ہے اور اس نبی کی بیویاں؛ امت کی روحانی مائیں ہیں۔

4: ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن؛ تعداد اور اسمائے گرامی

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ ہے۔

(1) علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً، سِتَّةٌ مِنْ قُرَيْشٍ: خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ... وَعَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ ... وَحَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ... وَأُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ ... وَأُمُّ سَلَمَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ ... وَسَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ ... وَأَرْبَعٌ عَرَبِيَّاتٌ: زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ... وَمَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةُ، وَزَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةُ أُمُّ الْمَسَاكِيْنِ، وَجُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْخُزَاعِيَّةُ الْمُصْطَلِقِيَّةُ، وَوَاحِدَةٌ غَيْرُ عَرَبِيَّةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، وَهِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ. [76]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ تھی، ان میں سے چھ (٦) خواتین قریش سے تھیں:

1: خدیجہ بنت خویلد

2: عائشہ بنت ابی بکر

3: حفصہ بنت عمر بن خطاب

4: ام حبیبہ بنت ابی سفیان

5: ام سلمہ بنت ابی امیہ

6: سودہ بنت زمعہ

[76] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ: ج4 ص359 المقصد الثانی. الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات الخ

اور چار عرب خواتین تھیں:

7: زینب بنت جحش

8: میمونہ بنت حارث ہلالیہ

9: زینب بنت خزیمہ ہلالیہ (جنہیں "ام المساکین" کہا جاتا ہے)

10: جویریہ بنت حارث خزاعیہ مصطلقیہ

11: اور ایک غیر عربی خاتون تھیں جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی تھیں، اور وہ تھیں: صفیہ بنت حییّ بن اخطب، جو بنی نضیر سے تھیں۔

(2) شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

"آپ کی ازواج مطہرات گیارہ تھیں۔"[77]

فائدہ:

ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نام مع سن وفات اور تاریخ نکاح یہ ہیں:

1: ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خُوَیلِد رضی اللہ عنہا (ت 10 نبوی) سے نکاح اعلان نبوت سے تقریباً 15 سال قبل 40 سال کی عمر میں ہوا۔

2: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (ت 4ھ) سے نکاح ذوالحجہ 3ھ میں ہوا۔

3: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (ت 20ھ) سے نکاح ذوالقعدہ 5ھ میں ہوا۔

4: ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (ت 23ھ) سے نکاح 10 نبوی میں ہوا۔

5: ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما (ت 44ھ) سے نکاح 6ھ میں ہوا۔

6: ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما (ت 45ھ) سے نکاح شعبان المعظم 3ھ میں ہوا۔

---

[77] سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ج 3 ص 156

7: ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ت 50ھ) سے نکاح 5ھ میں ہوا۔

8: ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا (ت 50ھ) سے نکاح صفر المصفر 7ھ میں ہوا۔

9: ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ت 51ھ) سے نکاح ذوالقعدہ 7ھ میں ہوا۔

10: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما (ت 58ھ) سے نکاح 1ھ میں ہوا۔

11: ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا (ت 59ھ) سے نکاح 4ھ میں ہوا۔

5: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے حیاتِ نبوی میں انتقال کرنے والی ازواج

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سیدہ خدیجۃ بنت خُوَیلد رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انتقال فرما گئی تھیں۔

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ (ت 751ھ) لکھتے ہیں:

خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ الْقَرْشِيَّةُ الْأَسَدِيَّةُ، تَزَوَّجَ بِهَا قَبْلَ النُّبُوَّةِ... وَمَاتَتْ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ... ثُمَّ تَزَوَّجَ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْقَيْسِيَّةَ، مِنْ بَنِي هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ، وَتُوُفِّيَتْ عِنْدَهُ بَعْدَ ضَمِّهِ لَهَا بِشَهْرَيْنِ. [78]

ترجمہ: حضرت خدیجہ بنت خویلد قرشیہ اسدیہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے نکاح فرمایا اور وہ ہجرت سے تین سال پہلے وفات پا گئیں... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث قیسیہ رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا جو کہ بنی ہلال بن عامر سے تھیں، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کے دو مہینے بعد وفات پا گئیں۔

6: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ بیک وقت نکاح میں نَو ازواج

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے بیک وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نَو (۹) ازواج رہیں۔

---

[78] زاد المعاد: ج1 ص60،59،58 فصل فی ازواجہ صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُوُفِّيَ عَنْ تِسْعٍ، وَهُنَّ: عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ التَّيْمِيَّةُ، وَحَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيَّةُ، وَأُمُّ حَبِيبَةَ رَمْلَةُ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ ابْنِ أُمَيَّةَ الْأُمَوِيَّةُ، وَزَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ الْأَسَدِيَّةُ، وَأُمُّ سَلَمَةَ هِنْدُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيَّةُ، وَمَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةُ، وَسَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ الْعَامِرِيَّةُ، وَجُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ الْمُصْطَلِقِيَّةُ، وَصَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ النَّضَرِيَّةُ الْإِسْرَائِيلِيَّةُ الْهَارُونِيَّةُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ وَأَرْضَاهُنَّ. [79]

ترجمہ: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں حیات تھیں، اور وہ یہ ہیں:

1: عائشہ بنت ابی بکر صدیق تیمیہ

2: حفصہ بنت عمر بن خطاب عدویہ

3: ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ امویہ

4: زینب بنت جحش اسدیہ

5: ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ مخزومیہ

6: میمونہ بنت حارث ہلالیہ

7: سودہ بنت زمعہ عامریہ

8: جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار مصطلقیہ

9: صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب نضریہ، اسرائیلیہ، ہارونیہ

اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو، اور انھیں اپنی رضا سے سرفراز فرمائے۔

[79] السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ج4 ص579

فائدہ:

ان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نام مع سن وفات یہ ہیں:

1: سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (ت 20ھ)

2: سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (ت 23ھ)

3: سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما (ت 44ھ)

4: سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما (ت 45ھ)

5: سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ت 50ھ)

6: سیدہ صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا (ت 50ھ)

7: سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ت 51ھ)

8: سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما (ت 58ھ)

9: سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا (ت 59ھ)

7: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ پاکدامنی کا پیکر

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پاکیزہ اور ہر نجاست سے دور ہیں۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلَ فِيْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ مِنْ كُلِّ دَنَسٍ وَذُرِّيَّاتِهِ الْمُقَدَّسِيْنَ مِنْ كُلِّ رِجْسٍ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ. [80]

ترجمہ: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم)، آپ کی ہر طرح کی آلائش سے پاکیزہ ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) اور ہر قسم کی نجاست سے منزّہ آپ کی اولاد (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں اچھا

[80] العقیدۃ الطحاویۃ: ص 33

عقیدہ رکھا تو وہ یقیناً نفاق سے پاک ہے۔

دلیل نمبر 1:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ [81]

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے ہر قسم کی گندگی دور کرے اور تمہیں خوب پاکیزہ بنائے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي شَأْنِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [82]

ترجمہ: مفسر عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو چاہے، میں اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فائدہ: اس آیت سے جہاں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا "اھل بیت" ہونا ثابت ہوتا ہے وہیں "وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا" کے الفاظ سے ان کا پاکدامن ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

دلیل نمبر 2:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (١١)﴾ [83]

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے بہتان گھڑا، وہ تمہی میں سے ایک گروہ ہے۔ تم اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اُن میں سے ہر شخص پر اس (گناہ) کا بوجھ ہے جو اس نے کمایا، اور جو اُن میں سب سے بڑا

---

[81] سورۃ الاحزاب:33

[82] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص632 "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ" سورۃ الاحزاب:33

[83] سورۃ النور:11

حصہ دار بنا، اُس کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْعَشْرُ الْاٰيَاتِ كُلُّهَا نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، حِيْنَ رَمَاهَا أَهْلُ الْإِفْكِ وَالْبُهْتَانِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ بِمَا قَالُوْهُ مِنَ الْكَذِبِ الْبَحْتِ وَالْفِرْيَةِ الَّتِي غَارَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهَا وَلِنَبِيِّه، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَهَا صِيَانَةً لِعِرْضِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ. [84]

ترجمہ: یہ تمام دس آیات اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئیں، جب اہلِ افک و بہتان یعنی منافقین نے ان پر وہ الزام لگایا جو کھلا جھوٹ اور سراسر بہتان تھا، اللہ تعالیٰ کو اپنی بندی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس پر غیرت آئی،، چنانچہ اللہ نے ان کی براءت نازل فرمائی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کی حفاظت ہو۔

دلیل نمبر 3:

کسی شخص کی بیوی کا بدکردار ہونا انسانی سوسائٹی کا عیب ہے۔ اگر -معاذ اللہ- پیغمبر کی بیوی کا کردار ٹھیک نہ ہو تو انسانی سوسائٹی میں یہ پیغمبر کے لیے عیب ہو گا۔ ایسا شخص نہ لوگوں کے ہاں قابل اتباع شمار ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے لیے اعلان نبوت کرنا ممکن ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ جب پیغمبر کو مبعوث فرماتے ہیں تو پیغمبر کے گھر والوں کو اس عیب سے محفوظ رکھتے ہیں تاکہ پیغمبر کے لیے اعلان نبوت کرنا اور لوگوں کا پیغمبر کی اتباع کرنا ممکن ہو۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَهَا صِيَانَةً لِعِرْضِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ. [85]

---

[84] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص356 "اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ" سورۃ النور: 11

[85] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص376 طبع دار العالمیہ "اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ" سورۃ النور: 11

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کی براءت نازل فرمائی تاکہ رسول اللہ علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی عزت و آبرو کی حفاظت ہو۔

8: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ اہلِ بیت کا اوّلین و کامل ترین فرد

شیخ محمد طاہر بن عاشور رحمہ اللہ (ت 1393ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) هُنَّ الُ بَيْتِه بِصَرِيْحِ الْاٰيَةِ. [86]

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں صریح آیت کی رُو سے آپ کے اہلِ بیت میں شامل ہیں۔

دلیل نمبر 1:

﴿وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ [87]

ترجمہ: اپنے گھروں میں سکون سے رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار نہ کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے نبی کے اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

شیخ ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد بن مخلوف الثعالبی المالکی رحمہ اللہ (ت 875ھ) لکھتے ہیں:

وَلَفْظُ الْاٰيَةِ يَقْتَضِي أَنَّ الزَّوْجَاتِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، لِأَنَّ الْاٰيَةَ فِيهِنَّ، وَالْمُخَاطَبَةَ لَهُنَّ. [88]

ترجمہ: اور آیت کا لفظی مفہوم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نبی کی بیویاں اہلِ بیت میں شامل ہیں، کیونکہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور خطاب بھی انہی سے ہے۔

---

[86] تفسیر التحریر والتنویر: ج21 ص247 "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ" سورۃ الاحزاب:33

[87] سورۃ الاحزاب:33

[88] تفسیر الثعالبی: ج3 ص228 "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ" سورۃ الاحزاب:33

دلیل نمبر 2:

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت کا اولین اور کامل ترین مصداق ہیں، اس کی تین بنیادی وجوہات ہیں:

1: اہلِ بیت کی ترتیب یہ ہوتی ہے:

ا: پہلے بیوی ہوتی ہے۔ بیوی ہوتی ہے تو بیٹی پیدا ہوتی ہے۔

۲: بیٹی ہوتی ہے تو پھر داماد آتا ہے۔

۳: داماد ہوتا ہے تو بیٹی کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔

لہذا اہلِ بیت کا فردِ اول؛ بیوی ہوتی ہے۔

2: لغت میں بیت کا معنی

بیت؛ بَاتَ یَبِیْتُ سے ہے، جس کا معنی ہے: رات گزارنا۔

لغت کی کتاب "المنجد" میں ہے:

بَاتَ: بَیْتًا وَ بَیَاتًا وَ بَیْتُوْتَةً وَ مَبِیْتًا وَ مَبَاتًا فِی الْمَکَانِ، اَقَامَ فِیْهِ اللَّیْلَ.[89]

ترجمہ: بَاتَ: بَیْتًا وَ بَیَاتًا وَ بَیْتوْتَةً وَ مَبِیْتًا وَ مَبَاتًا فِی الْمَکَانِ، کا معنی ہے: کسی جگہ رات گزارنا

اہلِ بیت اسے کہیں گے جو کسی کے ساتھ رات گزارتا ہو۔ زندگی میں مستقل طور پر کسی کے ساتھ رات گزارنے والی اس کی بیوی ہوتی ہے، اولاد نہیں ہوتی کیونکہ اولاد کچھ وقت کے بعد الگ ہو جاتی ہے۔

3: عرف میں اہلِ بیت کا معنی

ہمارے عرف میں "اہلِ بیت" (گھر والوں) کا اول مصداق بیوی ہی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کو دعوت پر بلایا جائے اور کہا جائے کہ گھر والوں کو لائیں۔ مہمان اپنے ساتھ بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں لائے لیکن بیوی کو نہ لائے تو میزبان پوچھتا ہے کہ گھر والے کیوں نہیں آئے؟ یہ سوال کرنا اس بات کی دلیل

[89] المنجد: ص 55، مادہ بات

ہے کہ اہلِ بیت کا پہلا مصداق بیوی ہے۔ یہی مہمان اگر دعوت میں صرف بیوی کو لے جائے لیکن اپنے بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں نہ لے جائے تو میزبان کبھی نہیں پوچھتا کہ گھر والے کیوں نہیں آئے بلکہ ان کے بارے میں اگر پوچھنا ہو تو وہ کہتا ہے کہ "بچے کیوں نہیں آئے؟"

9: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ عدتِ وفات سے مستثنیٰ

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عدتِ وفات نہیں۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

لَا عِدَّةَ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ لِأَنَّهٗ حَيٌّ. [90]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن پر عدت واجب نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (قبر مبارک) زندہ ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1402ھ) لکھتے ہیں:

لَا عِدَّةَ عَلٰی اَزْوَاجِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِي قَبْرِهٖ. [91]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر عدت واجب نہیں، کیونکہ آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

دلیل:

﴿وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ [92]

ترجمہ: اور تمہارے لیے ہرگز جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی

[90] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ: ج7 ص364 المقصد الرابع. الفصل الثانی فیما خص اللہ بہ ﷺ

[91] اوجز المسالک الی مؤطا مالک: ج15 ص374 باب ماجاء فی ترکۃ النبی ﷺ

[92] سورۃ الاحزاب: 53

بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک تمہارا یہ عمل اللہ کے نزدیک بڑا سنگین ہو گا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی رحمہ اللہ (ت 671) لکھتے ہیں:

لَا عِدَّةَ عَلَيْهِنَّ، لِأَنَّهَا مُدَّةُ تَرَبُّصٍ لَا يُنْتَظَرُ بِهَا الْإِبَاحَةُ. [93]

ترجمہ: ان (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) پر عدت نہیں ہے کیونکہ عدت ایک مدت ہوتی ہے جس میں عورت رکی رہتی ہے (تاکہ اس مدت کے بعد کسی سے نکاح کر سکتے) لیکن نبی کی بیویوں کے لیے اس (دوسرے نکاح) کی اجازت ہی نہیں ہوتی (اس لیے ان پر عدت بھی واجب نہیں)

10: ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن)؛ وفاتِ نبوی کے بعد نکاح کی حرمت

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔

1: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

"اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں، حتی کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا۔[94]

2: شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

ازواجِ مطہرات مؤمنین کی محترم مائیں قرار دی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی شخص کا ان سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام قرار دیا گیا ہے۔[95]

---

[93] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2500 "وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ" سورۃ الاحزاب: 53

[94] بیان القرآن: ج1 ص78 "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ" سورۃ البقرۃ: 154

[95] سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ج3 ص154

دلیل نمبر 1:

﴿وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ [96]

ترجمہ: اور تمہارے لیے ہر گز جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک تمہارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا سنگین ہو گا۔

دلیل نمبر 2:

نبی اور امتی کی موت میں فرق ہے۔

امتی کی روح سر سے لے کر پاؤں تک نکل جاتی ہے۔ اسے "خروجِ روح" کہتے ہیں۔

نبی کی روح جو سر مبارک سے لے کر پاؤں مبارک تک پورے جسم میں پھیلی ہوتی ہے وہ اب سمٹ کر قلب اطہر میں جمع ہو جاتی ہے۔ اسے "حبسِ روح" کہتے ہیں۔

وفات کے بعد چونکہ پیغمبر کی روح کا تعلق ان کے جسم سے ختم نہیں ہوتا اس لیے ان کی بیوی؛ بیوی ہی رہتی ہے، بیوہ نہیں بنتی اور نکاح کسی کی بیوہ سے ہوتا ہے، کسی کی بیوی سے نہیں ہوتا۔ اس لیے نبی کی وفات کے بعد نبی کی بیوی سے کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔

سوال:

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن صرف مسلمان مردوں کی مائیں ہیں یا خواتین کی بھی مائیں ہیں؟

جواب:

اس بارے میں دونوں قول موجود ہیں۔ بعض اہلِ علم کے ہاں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مسلمان

[96] سورۃ الاحزاب:53

مردوں اور عورتوں دونوں کی مائیں ہیں جبکہ بعض حضرات کے ہاں صرف مسلمان مردوں کی مائیں ہیں۔

امام ابو محمد حسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ (ت 516ھ) فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفُوْا فِيْ أَنَّهُنَّ هَلْ كُنَّ أُمَّهَاتِ النِّسَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ؟ قِيْلَ: كُنَّ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَمِيْعًا، وَقِيْلَ: كُنَّ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ دُوْنَ النِّسَاءِ.[97]

ترجمہ: کیا ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) مؤمن عورتوں کی بھی مائیں ہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) مؤمن مردوں اور عورتوں دونوں کی مائیں ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ صرف مسلمان مردوں کی مائیں ہیں۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

وَهَلْ يُقَالُ لَهُنَّ "أُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنَاتِ". فَيَدْخُلُ النِّسَاءُ فِيْ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ تَغْلِيْبًا؟ فِيْهِ قَوْلَانِ.[98]

ترجمہ: کیا ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کو "امہات المؤمنات" بھی کہا جا سکتا ہے اس طور پر کہ جمع مذکر سالم کے صیغے میں تغلیباً عورتیں بھی داخل سمجھی جائیں؟ تو اس بارے دونوں قول ہیں۔

تطبیق:

ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) امت کی ماں ہیں، اس کی دو حیثیتیں ہیں:

1: ان سے نکاح حرام ہے۔ یہ حیثیت صرف مردوں کے حق میں ہے۔

2: ان کا ادب واحترام ماں کی طرح ضروری ہے۔ یہ حیثیت مردوں اور عورتوں دونوں کے حق میں ہے۔

جو حضرات انہیں صرف مردوں کی مائیں کہتے ہیں، وہ پہلی حیثیت کے اعتبار سے ہے، اور جو عورتوں کی بھی

[97] تفسیر معالم التنزیل: ج3 ص507، سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:6

[98] تفسیر ابن کثیر: ج3 ص661 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:6

مائیں کہتے ہیں، وہ دوسری حیثیت کے اعتبار سے؛ لہٰذا اختلاف لفظی ہے، حقیقی نہیں۔

امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الحنفی المعروف بالجصاص رحمہ اللہ (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ ، قِيْلَ فِيْهِ وَجْهَانِ: أَحَدُهُمَا أَنَّهُنَّ كَأُمَّهَاتِهِمْ فِيْ وُجُوْبِ الْإِجْلَالِ وَالتَّعْظِيْمِ، وَالثَّانِيْ تَحْرِيْمُ نِكَاحِهِنَّ.[99]

ترجمہ: آیت کریمہ ﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم تعظیم و توقیر میں ماں کی طرح ہیں، اور دوسرا یہ کہ ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔

مفتی بغداد سید محمود آلوسی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَعَلَيْهِ يَكُوْنُ مَا ذُكِرَ وَجْهُ الشَّبَهِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الرِّجَالِ، وَأَمَّا بِالنِّسْبَةِ إِلَى النِّسَاءِ فَهُوَ اسْتِحْقَاقُ التَّعْظِيْمِ.[100]

ترجمہ: جس روایت میں وجہ تشبیہ (حرمتِ نکاح) مذکور ہے وہ مردوں کے لیے ہو گی اور جس میں نسبت عورتوں کی طرف مذکور ہے وہ تعظیم کا مستحق ہونا ہے۔

فائدہ: ازواجِ مطہرات؛ مسلمان مردوں اور عورتوں کی مائیں

ہمارے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ ازواجِ مطہرات؛ امہات المؤمنین والمؤمنات ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَنَا أُمُّ الرِّجَالِ مِنْكُمْ وَالنِّسَاءِ.[101]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں تمہارے مردوں اور عورتوں کی ماں ہوں۔

---

[99] احکام القرآن: ج3 ص522، سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:6

[100] روح المعانی: ج11 ص151، سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:6

[101] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص144، باب تفسیر الآیات التي في ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) اس بارے دونوں قول نقل کر کے فرماتے ہیں:

قُلْتُ: لَا فَائِدَةَ فِي اخْتِصَاصِ الْحَصْرِ فِي الْإِبَاحَةِ لِلرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ، وَالَّذِيْ يَظْهَرُ لِيْ أَنَّهُنَّ أُمَّهَاتُ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ تَعْظِيْمًا لِحَقِّهِنَّ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، يَدُلُّ عَلَيْهِ صَدْرُ الْآيَةِ: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾.[102]

ترجمہ: میں کہتا ہوں اس جواز کو عورتوں کے علاوہ صرف مردوں کے ساتھ خاص کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو بات مجھے سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہم) مردوں اور عورتوں دونوں کی مائیں ہیں کیونکہ ان کا ادب واحترام مرد و عورت دونوں پر لازم ہے۔ اس پر دلیل آیت کا پہلا حصہ ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ ہے۔(یعنی پہلے حصے کے حکم کی طرح ﴿وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ میں بھی مرد و عورت دونوں شامل ہیں)

3: حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا قِيْلَ لِلْوَاحِدَةِ مِنْهُنَّ: أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلتَّغْلِيْبِ، وَإِلَّا فَلَا مَانِعَ مِنْ أَنْ يُقَالَ لَهَا: أُمُّ الْمُؤْمِنَاتِ عَلَى الرَّاجِحِ.[103]

ترجمہ: ازواجِ مطہرات کو "ام المؤمنین" تغلیباً کہا جاتا ہے ورنہ راجح قول کے مطابق انہیں "امہات المؤمنات" کہنے سے کوئی مانع نہیں ہے۔

4: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

ازواج کا امہات ہونا باعتبار تعظیم کے ہے اور تعظیم کی ایک نوع تحریم بھی ہے، اس لیے تحریم بھی واقع ہوئی اور جب اُمویت کی اصل حقیقت تعظیم ہے تو ازواجِ مطہرات ام المؤمنات بھی ہیں۔[104]

---

[102] الجامع لاحکام القرآن: ج2 ص2452، سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:6

[103] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج1 ص25 کتاب بدء الوحی

[104] بیان القرآن: ج2 ص37، سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ:6

اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد

(1) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) سے مراد حضور اکرم ﷺ کی بیویاں، اولاد، داماد اور بیٹیوں کی اولاد ہے۔

(2) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کو ایمان اور حضور اکرم ﷺ سے رشتہ داری کی وجہ سے دوہری عظمت حاصل ہے۔

(3) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) سے محبت ایمان کی اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے۔

(4) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) حجت ہیں۔

(5) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کا احترام حضور اکرم ﷺ سے قرابت کی وجہ سے امت پر فرض ہے۔

(6) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

(7) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہر علم کا دروازہ ہیں۔

(8) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(9) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

(10) اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی ایک کی محبت میں غلو اور حد سے تجاوز کرنا درست نہیں۔

1: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ تعریف و مصداق

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں، اولاد، داماد اور بیٹیوں کی اولاد ہے

- ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا اہلِ بیت ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔
- اولاد، داماد اور نواسوں کا اہلِ بیت ہونا حدیث مبارک سے ثابت ہے۔

ازواج کا اہلِ بیت ہونا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿ [105]

ترجمہ: اپنے گھروں میں سکون سے رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح زیب وزینت کا اظہار نہ کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔ اے نبی کے اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كَانَ عِكْرِمَةُ يُنَادِيْ فِي السُّوْقِ (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) قَالَ: نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً. [106]

ترجمہ: حضرت علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عکرمہ بازار میں اونچی آواز سے یہ آیت پڑھتے (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) اس کے بعد فرماتے کہ یہ آیت ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔

امام ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر البصری رحمہ اللہ (ت774ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَهٰذَا نَصٌّ فِي دُخُوْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هٰهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ. [107]

ترجمہ: یہ آیت واضح دلیل ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اہلِ بیت میں داخل ہیں اس لیے کہ آیت کے شانِ نزول کا سبب ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) ہیں۔

---

[105] سورۃ الاحزاب:33

[106] تفسیر الطبری: ج12 ص12 "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ" سورۃ الاحزاب:33

[107] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص632 "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ" سورۃ الاحزاب:33

اولاد کا اہلِ بیت ہونا:

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: " {إِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا} [108]

ترجمہ: حضرت صفیہ بنتِ شیبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سیاہ اون سے بنی چادر تھی جس پر اُونٹ کا کجاوہ (یعنی نقش و نگار) بنا ہوا تھا۔ پھر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چادر کے اندر داخل فرمالیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی داخل فرمالیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اے نبی کے اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔"

2: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ دوہری عظمت کے حامل

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کو ایمان اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری کی وجہ سے دوہری عظمت حاصل ہے۔

دلیل نمبر 1:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[108] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6261

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِه. [109]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل بیت کی تعظیم کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا خیال کرو۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِه وَأَحِبُّوْنِي بِحُبِّ اللهِ وَأَحِبُّوْا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي. [110]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کر رہا ہے، مجھ سے محبت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتے ہیں، اور میرے اہل بیت سے محبت کرو کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

3: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) سے محبت، ایمان کی؛ بغض، نفاق کی علامت

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت ایمان کی اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے۔

دلیل نمبر 1:

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[109] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3713

[110] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3789

وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ. [111]

ترجمہ: حضرت زِرّ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانہ چیر کر اس میں سے کونپل نکالی اور جان دار کو پیدا فرمایا! یہ بات مجھے نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عہد (یقینی طور پر) بتائی تھی کہ: "مجھ سے صرف مؤمن ہی محبت کرے گا، اور مجھ سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔"

اشکال:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخالفت کرتے ہوئے جنگ کی ہے۔ تو مذکورہ بالا حدیث کی رو سے وہ (معاذ اللہ) منافق ٹھہرتے ہیں۔

جواب:

اختلاف کرنا اور ہے، بغض رکھنا اور ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اختلاف کیا ہے، ان سے بغض نہیں تھا۔ لہٰذا وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے اختلاف کرتے ہوئے ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال پکڑے ہیں، یہ اختلاف تھا، بغض نہیں تھا۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِه، وَتَكُوْنَ عِتْرَتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ عِتْرَتِه، وَ ذَاتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَاتِه، وَيَكُوْنَ أَهْلِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِه. [112]

ترجمہ: حضرت ابو لیلیٰ (یسار الانصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[111] صحیح مسلم: رقم الحدیث 240

[112] شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 189 رقم الحدیث 1420

کوئی بندہ (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اور میری اولاد اسے اس کی اپنی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو، اور میری ذات اسے اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو، اور میرے اہل (اہلِ بیت) اسے اس کے اپنے اہل (اہلِ خانہ) سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

دلیل نمبر 3:

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ ابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ بَنِيْ أَبٍ عَصَبَةً يَنْتَمُوْنَ إِلَيْهَا إِلَّا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَأَنَا وَلِيُّهُمْ وَأَنَا عَصَبَتُهُمْ وَهُمْ عِتْرَتِيْ خُلِقُوْا مِنْ طِيْنَتِيْ وَيْلٌ لِلْمُكَذِّبِيْنَ بِفَضْلِهِمْ. مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ. [113]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر باپ کی اولاد (نسب کے لحاظ سے) اپنے باپ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے، مگر فاطمہ کی اولاد (اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے)، میں ہی ان کا سرپرست ہوں، میں ہی ان کا نسبی سہارا ہوں، اور وہ میری عترت (نسل) ہیں۔ وہ میری ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ بربادی (مقدر) ہے ان کے فضائل کو جھٹلانے والوں کے لیے! جس نے ان سے محبت کی، اللہ اس سے محبت کرتا ہے، اور جس نے ان سے دشمنی کی، اللہ اس سے دشمنی کرتا ہے۔

4: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ دین میں حجت

حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحرانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ بَيْتِه كُلَّهُمْ لَا يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ضَلَالَةٍ ... إِنَّ إِجْمَاعَ الْعِتْرَةِ حُجَّةٌ. [114]

---

[113] تاریخِ دِمشق: ج36 ص313

[114] منہاج السنۃ النبویۃ: ج4 ص165، 166

ترجمہ: یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سب کے سب گمراہی پر مجتمع نہیں ہو سکتے... بے شک عترت (اہلِ بیت) کا اجماع حجت ہے۔

دلیل:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِه يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ. فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِه لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي". [115]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر یومِ عرفہ کے دن دیکھا، جبکہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہلِ بیت۔

مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

فَإِنَّمَا يَدُلُّ عَلٰى كَوْنِ إِجْمَاعِ أَهْلِ الْبَيْتِ حُجَّةً، بِشَرْطِ أَنْ يَثْبُتَ إِجْمَاعُهُمْ بِطَرِيْقٍ صَحِيْحٍ مَوْثُوْقٍ بِه. [116]

ترجمہ: اس (حدیث) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہلِ بیت کا اجماع حجت ہے بشرطیکہ ان کا اجماع کسی درست اور قابلِ اعتماد طریقے سے ثابت ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں کتاب اللہ اور عترتی کا ذکر ہے، ایک اور حدیث میں کتاب اللہ کے ساتھ سنتِ رسول صلی

---

[115] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3786

[116] تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم: ج5 ص113

اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر ہے۔

امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ (ت 179ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّه. [117]

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب (قرآن) اور اس کے نبی کی سنت۔

5: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)؛ قرابتِ نبوی کی بنا پر واجب الاحترام

اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کا احترام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے امت پر فرض ہے۔

قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی رحمہ اللہ (ت 544ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ تَوْقِيْرِه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِرِّه بِرُّ آلِه وَذُرِّيَّتِه، وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَزْوَاجِه... مَعْرِفَتُهُمْ هِيَ مَعْرِفَةُ مَكَانِهِمْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِذَا عَرَفَهُمْ بِذٰلِكَ، عَرَفَ وُجُوْبَ حَقِّهِمْ وَحُرْمَتِهِمْ بِسَبَبِه. [118]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور ان کے ساتھ نیکی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ ان کے اہلِ بیت، ان کی اولاد اور مؤمنوں کی مائیں یعنی ان کی ازواج کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ کیا جائے... ان ہستیوں کی پہچان دراصل اس مقام و مرتبے کی پہچان ہے جو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حاصل ہے، اور جب کوئی شخص انہیں اس نسبت سے پہچانتا ہے، تو وہ ان کے حق اور حرمت کی فرضیت کو بھی پہچان لیتا ہے، کیونکہ یہ سب کچھ

---

[117] المؤطا للامام مالک: ص702 النہی عن القول فی القدر رقم الحدیث 2618

[118] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ص35 الباب الثالث، الفصل الخامس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

دلیل:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ وَاللهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. [119]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما؛ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے فدک اور خیبر میں موجود زمین سے اپنے حصہ کی میراث کا مطالبہ کیا جس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ہم انبیاء کی وراثت جاری نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (پھر ابو بکر صدیق نے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل مالی کفالت کے بارے میں فرمایا) مذکورہ بالا اَموال میں سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کھاتے پیتے رہیں گے، اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

6: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ (ت321ھ) لکھتے ہیں:

وَنُثْبِتُ الْخِلَافَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلًا لِأَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

---

[119] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4035

تَفْضِيْلًا لَهٗ وَتَقْدِيْمًا عَلٰى جَمِيْعِ الْأُمَّةِ ثُمَّ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْأَئِمَّةُ الْمُهْتَدُوْنَ الَّذِيْنَ قَضَوْا بِالْحَقِّ وَكَانُوْا بِهٖ يَعْدِلُوْنَ. [120]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت مانتے ہیں کیونکہ آپ ہی پوری امت میں سب سے افضل اور مقدم ہیں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے، پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے مانتے ہیں۔ یہی چار خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ امام ہیں جنہوں نے حق اور راستی سے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اور بر حق فیصلے کیے۔

دلیل نمبر 1:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (٥٥)﴾ [121]

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے کہ وہ اُنہیں ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی، اور ان کے لیے ان کے دین کو ضرور مضبوطی کے ساتھ قائم کرے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے، اور ان کے خوف کو ضرور امن میں بدل دے گا۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، اور جو اس کے بعد کفر کرے تو وہی لوگ فاسق (نافرمان) ہیں۔

اس آیت میں دو باتیں ملحوظ ہیں۔ "اٰمَنُوْا" (صیغہ ماضی) اور "مِنْكُمْ" (ضمیر حاضر) یعنی جو ایمان لا چکے

---

[120] العقیدۃ الطحاویۃ: ص32

[121] سورۃ النور: 55

ہوں اور خطاب کے وقت موجود ہوں۔ معلوم ہوا کہ خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو نزولِ آیت کے وقت موجود تھے اور نزول سے پہلے ایمان بھی لا چکے تھے۔ خلفائے اربعہ؛ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہی وہ حضرات ہیں جن میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں کہ یہ چاروں نزولِ آیت کے وقت موجود تھے اور ایمان لا چکے تھے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت1362ھ) کے افادات پر مشتمل تفسیر "احکام القرآن" میں اس آیت کے تحت ذکر کیے گئے فوائد میں فائدہ نمبر2 کے تحت لکھا ہے:

فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى صِحَّةِ إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَيْضًا لِأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَمَكَّنَ لَهُمْ جَاءَ الْوَعْدُ. [122]

ترجمہ: یہ آیت خلفائے اربعہ (رضی اللہ عنہم) کی امامت (وخلافت) کے صحیح ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس وعدہ کے مطابق انہی چار کو اللہ تعالیٰ نے خلافت و حکومت عطا فرمائی ہے۔

دلیل نمبر2:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُمْهَانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَفِيْنَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْخِلَافَةُ فِيْ أُمَّتِي ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ." ثُمَّ قَالَ لِيْ سَفِيْنَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: وَخِلَافَةَ عُمَرَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ، فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِيْنَ سَنَةً. [123]

ترجمہ: سعید بن جُمھان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی

---

[122] احکام القرآن للتھانوی: ج16 ص260 "وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ" سورۃ النور: 55

[123] سنن الترمذی: رقم الحدیث 2226

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خلافت میری امت میں تیس سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت آ جائے گی"۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: حضرت ابو بکر کی خلافت کو گنو! اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت کو گنو! پھر فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو گنو! پس ہم نے خلافت کو تیس سال پایا۔

فائدہ:

اس روایت میں خلافت کی مدت تیس سال بیان کی گئی ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی مدتِ خلافت کا اجمالی نقشہ یہ ہے:

نمبر شمار	نام خلیفہ راشد	مدت خلافت
1	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	2 سال، 3 ماہ، 10 دن
2	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	10 سال، 5 ماہ، 21 دن
3	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	12 سال، 11 دن
4	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	4 سال، 9 ماہ

فائدہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا تیس سال ہونا امرِ تقریبی ہے، امرِ تحقیقی نہیں۔ یعنی تقریباً تیس سال مراد ہیں۔

7: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ شہرِ علم کا دروازہ

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہرِ علم کا دروازہ ہیں۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ خَوَاصِّه، أَيْ خَوَاصِّ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْمَا ذَكَرَهُ أَبُو الشَّاءِ، أَنَّهٗ كَانَ أَقْضَى

الصَّحَابَةِ، ... وَأَنَّهُ بَابُ مَدِيْنَةِ الْعِلْمِ. [124]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیات میں سے، جیسا کہ ابو الشاء نے ذکر کیا ہے، یہ بھی شامل ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے زیادہ درست اور بہتر فیصلے کرنے والے تھے، ... اور یہ کہ وہ علم کے شہر کا دروازہ ہیں۔

دلیل:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِهِ مِنْ بَابِه. [125]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے۔ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے وہ دروازہ سے گزر کر آئے۔

8: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار

اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

ڈاکٹر علامہ خالد محمود رحمہ اللہ (ت 1441ھ) لکھتے ہیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ جنت میں ان تمام لوگوں کے سردار ہوں گے جو اِس دنیا میں جوان ہونے کی حالت میں فوت ہوئے۔ [126]

دلیل:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[124] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج 11 ص 443 باب مناقب علی بن ابی طالب

[125] المعجم الکبیر للطبرانی: ج 5 ص 263 رقم الحدیث 10898

[126] عبقات از علامہ خالد محمود: ج 1 ص 191

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ. [127]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

سوال:

مذکورہ بالا روایت میں آیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں، اور دوسری روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ مَا خَلَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ. [128]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) اہلِ جنّت کے عمر رسیدہ لوگوں میں سے تمام اولین و آخرین کے سردار ہوں گے سوائے انبیاء اور مرسلین کے۔

لیکن جنت میں تو سب ہی جوان ہوں گے، نہ وہاں کوئی بوڑھا ہوگا اور نہ ہی عمریں مختلف ہوں گی۔

ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

1: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو جنتی بوڑھوں کا سردار فرمانے کا کیا مطلب ہے؟

2: اگر جنت میں سب جوان ہوں گے اور "جوانوں کے سردار" حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو کہا گیا

[127] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3768

[128] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3666

ہے تو اس سے بظاہر حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی فضیلت حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما پر ثابت ہوتی ہے جبکہ پوری امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان ذوالنورین اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت150ھ) فرماتے ہیں:

وَأَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْفَارُوْقُ ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ذُو النُّوْرَيْنِ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ الْمُرْتَضٰى رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ. [129]

ترجمہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں افضل ہستی حضرت ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر بن خطاب فاروق، پھر حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین اور پھر حضرت علی بن ابی طالب المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

جواب:

1: پہلی روایت "سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ" کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دنیا سے جوانی کی حالت میں رخصت ہوں گے ان کے سردار حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ہوں گے، اور دوسری روایت "سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ" کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عمر رسیدگی میں وفات پائیں گے ان کے سردار حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے۔

جنت میں چونکہ سب ہی جوان ہوں گے اس لیے یہاں "کُہولت" (بڑھاپے) کا اعتبار جنت کے اعتبار سے نہیں بلکہ دنیا سے رخصتی کے وقت کی عمر کے لحاظ سے ہے۔

علامہ محمد عبد الرؤوف مناوی القاہری رحمہ اللہ (ت1031ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[129] الفقہ الاکبر للامام الاعظم: ص21

أَيِ الْكُهُوْلُ عِنْدَ الْمَوْتِ، إِذْ لَيْسَ فِي الْجَنَّةِ كُهُوْلٌ. فَاعْتَبَرَ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ عِنْدَ فِرَاقِ الدُّنْيَا. [130]

ترجمہ: اس حدیث میں عمر رسید افراد سے مراد وہ لوگ ہیں جو موت کے وقت بوڑھے تھے کیونکہ جنت میں کوئی بوڑھا نہ ہو گا، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات لوگوں کی دنیا سے رخصتی کے وقت کی حالت کے اعتبار سے فرمائی ہے۔

2: رہا دوسرا سوال کہ اگر سب جنتی جوان ہوں گے اور جوانوں کے سردار حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما قرار پائے تو کیا اس سے ان کی فضیلت حضرات شیخین پر لازم نہیں آتی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ "سرداری" یہاں اضافی اور نسبتی معنی میں ہے، نہ کہ اطلاقی اور مطلق معنی میں۔ یعنی حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے لیے جس طبقے کا ذکر کیا گیا اس میں انہیں سردار کہا گیا، نہ یہ کہ ان کی سرداری ہر طبقے کی سرداری سے اعلیٰ وارفع ہو۔ اسی لیے شارحین نے واضح کیا ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما چونکہ کہولت میں وفات پانے والوں کے سردار ہیں، تو بدرجہ اولیٰ وہ جوانوں کے بھی سردار ہیں۔

علامہ ابوالحسن محمد بن عبد الہادی سندھی رحمہ اللہ (ت 1138ھ) لکھتے ہیں:

فَالْمَعْنٰى هُمَا سَيِّدَا مَنْ مَاتَ كَهْلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِذَا كَانَ سَيِّدَا الْكُهُوْلِ فَبِالْأَوْلٰى أَنْ يَكُوْنَا سَيِّدَا الشَّبَابِ كَذَا قَالُوْا. [131]

ترجمہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) ان مسلمانوں کے سردار ہیں جنہوں نے عمر رسیدگی میں وفات پائی، اور جب یہ دونوں عمر رسیدہ افراد کے سردار ہیں تو بدرجہ اولیٰ نوجوانوں کے بھی سردار ہوں گے۔ یہی بات شارحین نے کہی ہے۔

لہٰذا حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی سرداری اپنے محل اور طبقے کے اعتبار سے ہے، اور حضرت

---

[130] التیسر بشرح الجامع الصغیر للمناوی: ج1ص34

[131] حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجۃ: ص32، رقم الحدیث: 95، باب فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سرداری عام اور اعلیٰ درجے کی ہے۔ اس طرح فضیلت کا درجہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے لیے بر قرار ہے اور کسی طرح کا تعارض یا ترجیح کا اشکال باقی نہیں رہتا۔

9: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) میں سے حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

"حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔"[132]

دلیل:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرْحَبًا يَا بُنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَبْكِينَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ، فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ. [133]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فاطمہ کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ملتی جلتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرحبا اے میری بیٹی۔ پھر حضور

---

[132] عقائد الاسلام: ص164 عقیدہ پنجم

[133] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3623

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھالیا اور فاطمہ کے کان میں سرگوشی کی جس پر فاطمہ رونے لگیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں دوبارہ سرگوشی فرمائی تو فاطمہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے فاطمہ سے کہا: آج رونے کے فوراً بعد ہی ہنسنے کی جو حالت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے حضرت فاطمہ سے دوبارہ پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا فرمایا؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا: جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہو جاتا میں اپنے والد کے راز کو کسی کے سامنے بیان نہیں کروں گی۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد) میں نے ایک بار پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا فرمایا تھا) تو حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ ابا جان نے میرے کان میں پہلی بار فرمایا تھا کہ حضرت جبریل امین ہر سال مجھ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال جبریل امین نے مجھ سے دوبار دور کیا ہے، مجھے لگتا ہے کہ اب میری وفات کا وقت قریب ہے اور میرے خاندان میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی (تمہارا انتقال سب سے پہلے ہو گا)۔ یہ بات سن کر میں رونے لگی تو ابا جان نے دوبارہ میرے کان میں فرمایا کہ فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم جنتی عورتوں کی یا مسلمان عورتوں کی سردار بنو۔ یہ بات سن کر میں ہنسی تھی۔

10: اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کی محبت میں غلو سے اجتناب

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی محبت میں غلو اور حد سے تجاوز کرنا درست نہیں۔

علامہ محمد عبد الرؤف بن تاج العارفین ابن علی مَنَاوی القاہری رحمہ اللہ (ت 1031ھ) لکھتے ہیں:

يَلْزَمُنَا حُبُّهُمْ حُبًّا لَا يَعُوْدُ عَلَيْنَا بِوَبَالٍ وَظُلْمٍ، لَا كَالَّذِيْنَ حَمَلَهُمُ الْغُلُوُّ وَالْعَصَبِيَّةُ حَتّٰى جَاءُوْا بِأَحَادِيْثَ مُخْتَلِفَةٍ تُنْكِرُهَا عُقُوْلُ الصَّادِقِيْنَ، حَتّٰى أَدَّاهُمْ ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ طَعَنُوْا فِي الشَّيْخَيْنِ وَسَبُّوْهُمَا. [134]

[134] التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی: ج1 ص81

ترجمہ: ہمیں ان (اہلِ بیت) سے ایسی محبت رکھنی چاہیے جو ہم پر کسی وبال یا ظلم کا سبب نہ بنے، نہ کہ اُن لوگوں کی طرح جو غلو (حد سے بڑھی ہوئی محبت) اور تعصب میں مبتلا ہو کر ایسی من گھڑت احادیث لائے جنہیں سچے دل و دماغ والے لوگ قبول نہیں کر سکتے، یہاں تک کہ وہ اس غلو کے نتیجے میں حضرات شیخین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) پر طعن و تشنیع کرنے لگے اور انہیں گالیاں دینے لگے۔

دلیل:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى أَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوا أُمَّهٗ وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى أَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَ بِهٖ ثُمَّ قَالَ: يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ، مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلٰى أَنْ يَبْهَتَنِي. [135]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ (محبت و نفرت کرنے میں) تمہارے بارے میں وہی معاملہ کریں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے کیا تھا۔ چنانچہ یہودیوں نے ان سے نفرت کی یہاں تک کہ ان کی والدہ پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان سے محبت میں غلو کیا یہاں تک کہ ان کو اس مقام تک پہنچا دیا جو ان کا مقام و مرتبہ نہ تھا (یعنی ابن اللہ کہا)۔ پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ ہوں گے، ایک وہ جو میری محبت میں حد سے بڑھ جائیں گے اور جو مجھے اس مقام پر لے جائیں گے جو میرا مقام نہیں ہو گا اور دوسرے وہ جو مجھ سے بغض رکھیں گے اور میری نفرت میں آ کر مجھ پر ایسے الزام لگائیں گے جن کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

[135] مسند احمد: ج2 ص167 رقم الحدیث 1376

مشاجراتِ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے متعلق دس عقائد

(1) مشاجرات؛ مشاجرۃ کی جمع ہے۔ "مشاجرۃ" کا معنی ہوتا ہے: ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا ہوا کی وجہ سے آپس میں ٹکرانا۔

(2) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا معنی یہ ہے کہ فریقین ایک ہی ایمان والے درخت کی شاخیں ہیں۔ آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے مگر کوئی بھی شجرۂ ایمان سے جدا نہیں ہوا۔

(3) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی وجہ سے فریقین میں سے کوئی ایک ایمان سے خارج ہوا اور نہ ہی فاسق ہوا۔

(4) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین میں سے کسی ایک کا بھی مقام و مرتبہ کم نہیں ہوا۔

(5) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین جنتی ہیں۔

(6) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں تھا۔

(7) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین میں سے ہر ایک مجتہد ہے، اور اپنے اجتہاد کی بنیاد پر اجر کا مستحق ہے۔

(8) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین میں سے ایک فریق صوابِ اجتہادی اور دوسرا خطا اجتہادی پر ہے۔

(9) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین میں سے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مجتہد مصیب ہونے کی وجہ سے دوہرے اجر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکہرے اجر کے مستحق ہیں۔

(10) مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین میں سے کسی ایک پر طعن و تشنیع کرنا حرام اور خاموش رہنا واجب ہے۔

1: مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم)؛ لغوی معنی

مشاجرات؛ مشاجرۃ کی جمع ہے۔ "مشاجرۃ" کا معنی ہوتا ہے: ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا ہوا کی وجہ سے آپس میں ٹکرانا۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمٍ الْأَصْفَهَانِيُّ: وَهُوَ مَأْخُوْذٌ عِنْدِيْ مِنَ الْتِفَافِ الشَّجَرِ. فَإِنَّ الشَّجَرَ يَتَدَاخَلُ بَعْضُ أَغْصَانِهِ فِيْ بَعْضٍ. [136]

ترجمہ: ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں: میرے نزدیک یہ لفظ (یعنی مشاجرات) درختوں کے باہم لپٹنے (اور ایک دوسرے میں داخل ہونے) سے ماخوذ ہے، کیونکہ درخت کی بعض شاخیں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

2:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) اصطلاحی معنی

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا معنی یہ ہے کہ فریقین ایک ہی ایمان والے درخت کی شاخیں ہیں۔ آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے مگر کوئی بھی شجرۂ ایمان سے جدا نہیں ہوا۔

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت1396ھ) لکھتے ہیں:

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان جو اختلافات پیش آئے اور کھلی جنگوں تک نوبت پہنچ گئی، علمائے اُمت نے ان کی باہمی حروب اور اختلافات کو "جنگ و جدال" سے تعبیر نہیں کیا، بلکہ از روئے ادب "مشاجرہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے کیونکہ درخت کی شاخوں کا ایک دوسرے میں گھسنا اور ٹکرانا مجموعی حیثیت سے کوئی عیب نہیں، بلکہ درخت کی زینت اور کمال ہے۔[137]

دلیل:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

[136] مفاتیح الغیب المعروف التفسیر الکبیر للرازی: ج11 ص131 "فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ" سورۃ النساء:65

[137] مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم: ص87

الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُوْلُ: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [138]

ترجمہ: حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔

فائدہ:

دو عظیم جماعتوں سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعتیں ہیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں ان دونوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باہمی جنگ کے باوجود ان دونوں کا تعلق شجرۂ ایمان و اسلام سے منقطع نہیں ہوا۔

3: مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم)؛ خروج اور فسق سے پاک

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے فریقین میں سے کوئی ایک ایمان سے خارج ہوا اور نہ ہی فاسق ہوا۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

فَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ غَيْرُ عَاصِيَيْنِ وَلَا آثِمَيْنِ بِالْقِتَالِ. [139]

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جنگ میں نہ نافرمان تھے، نہ ہی گناہ گار۔

2: امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمہ اللہ (ت 793ھ) لکھتے ہیں:

---

[138] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2704

[139] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2873 "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا" سورۃ الحجرات: 9

فَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُمْ أَخْطَؤُوا فِي الِاجْتِهَادِ، وَذٰلِكَ لَا يُوْجِبُ التَّفْسِيْقَ، فَضْلًا عَنِ التَّكْفِيْرِ. [140]

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہوا کہ انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین) نے اجتہاد میں خطا کی، اور یہ خطا تو انہیں فاسق بھی نہیں بناتی چہ جائیکہ (اس خطا کی بنا پر) ان کو کافر قرار دیا جائے۔

3: شیخ احمد سرہندی بن شیخ عبد الاحد فاروقی المعروف مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (ت 1034ھ) فرماتے ہیں:

پس تفسیق و تضلیل در حق محاربان حضرت امیر جائز نباشد۔ [141]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جن حضرات نے جنگ کی انہیں فاسق یا گمراہ کہنا جائز نہیں ہے۔

دلیل:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الکوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلٰى يَوْمِ صِفِّيْنَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ. [142]

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگِ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین (جو اس جنگ میں شہید ہو گئے) دونوں جنتی ہیں۔

استدلال:

فریقین کے مقتولین کے جنتی ہونے کی صراحت اس بات کی دلیل ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نہ تو ایمان سے خارج ہوا اور نہ ہی فاسق ہوا ہے۔

---

[140] شرح المقاصد للتفتازانی: ج 3 ص 534 البحث السابع وجوب تعظیم الصحابة رضی اللہ عنہم

[141] مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، حصہ چہارم ص 57، مکتوب نمبر 251

[142] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 423 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّيْنَ رقم الحدیث 39035

4: مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین کا مقام و مرتبہ

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین میں سے کسی ایک کا بھی مقام و مرتبہ کم نہیں ہوا۔

1: شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی رحمہ اللہ (ت 561ھ) لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰی وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ، وَالْإِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيْهِمْ ، وَإِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ. [143]

ترجمہ: اھل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو نزاعات ہوئے ان میں خاموشی اختیار کرنا اور ان کی خامیاں بیان کرنے سے باز رہنا واجب ہے۔

فائدہ: شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی اس عبارت "وَإِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ" (ان کے فضائل و مناقب اور خوبیاں بیان کرنا بھی واجب ہے) سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فضائل و مناقب اور خوبیاں مشاجرات کے بعد بھی جوں کی توں ہیں تبھی تو ان کے فضائل اور محاسن کا اظہار واجب ہے۔

2: حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبد السلام بن تَیمِیَّہ الحرّانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالنُّصُوْصِ الصَّحِيْحَةِ أَنَّ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَائِشَةَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَبُو مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ هُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَهُمْ فَضَائِلُ وَمَحَاسِنُ وَمَا يُحْكٰى عَنْهُمْ كَثِيْرٌ مِنْهُ كَذِبٌ. [144]

ترجمہ: حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا نصوص صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عَمرو بن العاص اور حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضوان اللہ

---

[143] غنیۃ الطالبین للجیلانی: ص 113

[144] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج 4 ص 223

علیہم اجمعین بھی صحابہ کرام میں سے ہیں اور ان کے بھی بڑے فضائل و محاسن ہیں۔ ان کے بارے میں بہت سی مشہور باتیں کذب بیانی پر مبنی ہیں۔

5: مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین جنتی

1: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الشَّعْبِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: هُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. [145]

ترجمہ: امام (عامر بن شَرَاحیل) الشعبی رحمہ اللہ (ت103ھ) نے فرمایا: وہ (اہلِ صِفِّین) سب جنتی ہیں (باوجویکہ) ان کی آپس میں جنگیں بھی ہوئیں۔

2: مولانا محمد نافع رحمہ اللہ (ت1436ھ) لکھتے ہیں:

دونوں فریق میں سے اخلاص کی بنا پر قتل ہونے والے شہید ہیں اور جنت میں جائیں گے۔[146]

دلیل نمبر 1:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلٰى يَوْمِ صِفِّيْنَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ. [147]

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگِ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین (جو اِس جنگ میں شہید ہو گئے) دونوں جنتی ہیں۔

---

[145] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص296 قصة التحكيم

[146] سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: حصہ اول ص184

[147] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص423 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّيْنَ رقم الحديث 39035

دلیل نمبر2:

جنگِ جمل کے شہداء کے جنتی ہونے پر ایک دلیل یہ ہے کہ اس میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، جبکہ وہ عشرۂ مبشرہ میں شامل ہیں؛ یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی تھی۔ لہٰذا ان کی شہادت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جنگِ جمل کے مقتولین جنتی ہیں۔

ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ البصری رحمہ اللہ (ت240ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَارَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الزَّاوِيَةِ وَسَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنَ الْفَرْضَةِ فَالْتَقَوْا عِنْدَ مَوْضِعِ قَصْرِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ فِي النِّصْفِ مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَكَانَتِ الْوَقْعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

فَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ نَا حُصَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ جَاوَانَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ قَالَ: لَمَّا الْتَقَوْا كَانَ أَوَّلُ قَتِيْلٍ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [148]

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زاویہ کے مقام سے روانہ ہوئے اور حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم فَرْضَہ کے مقام سے روانہ ہوئے۔ پھر دونوں لشکر قصرِ عبید اللہ بن زیاد کے مقام پر جمادی الآخرہ سنہ 36 ہجری کے وسط میں جمعرات کے دن آمنے سامنے ہوئے جبکہ اصل جنگ جمعہ کے دن پیش آئی۔

ہم سے علی بن عاصم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں حُصَین نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن جاوان نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ میں نے احنف بن قیس سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو سب سے پہلے مقتول حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے۔

---

[148] تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص111 تحت معرکۃ الجمل، تفصیل خبر معرکۃ الجمل

سوال:

مشاجرات کے تذکرہ میں صفین کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ جمل کا یعنی حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف کا ذکر تو ہوتا ہے جبکہ حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بھی تو جنگ ہوئی تھی، اس کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب:

جنگِ جمل جو حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان پیش آئی یہ ایک وقتی اور اجتہادی اختلاف تھا، یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی میں ختم ہو گیا تھا اور بعد میں باہمی احترام اور صلح کی فضا قائم رہی اس لیے اسے زیادہ ذکر نہیں کیا جاتا۔

اس کے برعکس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والا اختلاف جو کہ جنگ صفین کی صورت میں ظاہر ہوا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ختم نہ ہو سکا بلکہ اس کے اثرات بعد تک جاری رہے، اس لیے تاریخ میں اس کا ذکر نسبتاً زیادہ ملتا ہے۔

6: مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں اختلاف کی نوعیت

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں تھا۔

فائدہ:

اجتہادی اختلاف؛ حق اور خطاء کا اختلاف ہوتا ہے؛ حق اور باطل کا اختلاف نہیں ہوتا۔

1: حق اور باطل کا اختلاف؛ حلال اور حرام کا ؛جائز اور ناجائز کا اختلاف ہوتا ہے، جبکہ حق اور خطاء کا اختلاف؛راجح ومرجوح اور اولیٰ وخلافِ اولیٰ؛کا اختلاف ہوتا ہے۔

2: حق اور باطل کا اختلاف؛ جنت اور جہنم کا، جبکہ حق اور خطاء کا اختلاف؛ جنت اور جنّات (دو جنتیں یعنی دو اجروں) کا ہوتا ہے۔

3: حق اور باطل کا اختلاف؛ اَجر اور زَجَر کا اختلاف ہے، جبکہ حق اور خطاء کا اختلاف؛ اجر اور اجران کا اختلاف

ہے۔

مولانا محمد نافع رحمہ اللہ (ت1436ھ) لکھتے ہیں:

یہ کفر و اسلام کی جنگ نہیں بلکہ اختلاف رائے پر ہوئی ہے، اس میں غرض فاسد نہیں اور ہر فریق کو اپنا موقف اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔[149]

دلیل:

علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ:لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّه وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِه فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهُ. [150]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، اس لیے آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

[149] سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: حصہ اول ص184

[150] تاریخ الاسلام للذھبی: ج3 ص540

فائدہ:

حضرت عثمان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں چچازاد بھائی تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد عفان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ دونوں بھائی تھے۔

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 535ھ) فرماتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ .[151]

ترجمہ: (والد کی طرف سے نسب اس طرح ہے) عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ نِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ.[152]

ترجمہ: (والد کی طرف سے سلسلہ نسب اس طرح ہے) معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف

فائدہ: اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ فریقین کا اختلاف؛ حق و باطل کا نہیں تھا، بلکہ محض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے مسئلے میں اجتہادی اختلاف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے سے افضل اور خلافت کے زیادہ حقدار تسلیم کرتے تھے۔ اگر یہ اختلاف حق و باطل کا ہوتا تو نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اعتراف کرتے، اور نہ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اقرار کرتے۔

[151] سیر السلف الصالحین: ص 68 ترجمہ عثمان بن عفان علی اللہ

[152] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 4 ص 408 فضل معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

7: مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین مجتہد

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین میں سے ہر ایک مجتہد ہے، اور اپنے اجتہاد کی بنیاد پر اجر کا مستحق ہے۔

1: حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبد السلام بن تَیۡمِیَّہ الحرّانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت728ھ) فرماتے ہیں:

اَلصِّدۡقُ مِنۡهُ إِنۡ كَانُوۡا فِيۡهِ مُجۡتَهِدِيۡنَ : فَالۡمُجۡتَهِدُ إِذَا أَصَابَ فَلَهٗ أَجۡرَانِ وَإِذَا أَخۡطَأَ فَلَهٗ أَجۡرٌ وَخَطَؤُهٗ يُغۡفَرُ لَهٗ. [153]

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ یہ حضرات مجتہدین تھے، مجتہد اگر صواب کو پا جائے تو اسے دو گنا اجر ملتا ہے اور اگر خطا پر ہو تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کی خطا کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

2: علامہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

لِاَنَّهُمۡ لَمۡ يُقَاتِلُوۡا فِي تِلۡكَ الۡحُرُوۡبِ إِلَّا عَنِ اجۡتِهَادٍ وَقَدۡ عَفَا اللهُ تَعَالٰى عَنِ الۡمُخۡطِئِ فِي الِاجۡتِهَادِ بَلۡ ثَبَتَ أَنَّهٗ يُؤۡجَرُ أَجۡرًا وَاحِدًا وَأَنَّ الۡمُصِيۡبَ يُؤۡجَرُ أَجۡرَيۡنِ. [154]

ترجمہ: اس لیے کہ وہ سب ان جنگوں میں اجتہاد کی بنیاد پر شریک ہوئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے اجتہادی خطا کرنے والے کو معاف فرما دیا ہے بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اجتہاد میں اگر کوئی غلطی کرے تو بھی اسے ایک اجر ملتا ہے، اور اگر درست اجتہاد کرے تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔

3: علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید ابن الہمام الحنفی رحمہ اللہ (ت861ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا جَرٰى بَيۡنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ مِنَ الۡحُرُوۡبِ كَانَ مَبۡنِيًّا عَلَى الِاجۡتِهَادِ. [155]

---

[153] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج4 ص223

[154] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص43 بَابٌ إِذَا الۡتَقَى الۡمُسۡلِمَانِ بِسَيۡفَيۡهِمَا

[155] شرح المسامرۃ: ص260 الاصل الثامن فضل الصحابۃ الاربعۃ علی حسب ترتیبھم فی الخلافۃ

ترجمہ: حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے درمیان جو جنگیں ہوئیں وہ اجتہاد کی بنیاد پر تھیں۔

8:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں ایک فریق صواب اور دوسرا خطا اجتہادی کا حامل

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین میں سے ایک فریق صوابِ اجتہادی اور دوسرا خطا اجتہادی پر ہے۔

1: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيْبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُوْرًا فِي الْخَطَأِ لِأَنَّهُ لِاجْتِهَادٍ وَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَخْطَأَ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ. [156]

ترجمہ: ان (مشاجرات) میں بعض صحابہ مصیب (درست رائے پر) تھے اور بعض خطا پر تھے لیکن یہ حضرات بھی خطا پر ہونے کے باوجود معذور تھے کیونکہ اس کی بنیاد اجتہاد پر تھی اور مجتہد سے جب خطا اجتہادی ہو جائے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا۔

2: حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبد السلام بن تَیْمِیَّہ الحرّانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت728ھ) فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيْحُ مِنْهُ: هُمْ فِيْهِ مَعْذُوْرُوْنَ، إِمَّا مُجْتَهِدُوْنَ مُصِيْبُوْنَ، وَإِمَّا مُجْتَهِدُوْنَ مُخْطِئُوْنَ. [157]

ترجمہ: اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اس معاملے میں معذور ہیں، بعض اجتہاد میں درست رائے پر تھے، اور بعض اجتہاد میں خطا پر۔

3: مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت1396ھ) لکھتے ہیں:

اس پر بھی اجماع ہے کہ جنگِ جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے، ان کا مقابلہ کرنے والے خطا

[156] شرح النووی علی صحیح مسلم: ج7 ص538 کتاب الفتن وشراط الساعۃ

[157] العقیدۃ الواسطیۃ لابن تیمِیَّۃ: ص271

پر تھے، اسی طرح جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور ان کے مقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب خطا پر، البتہ ان کی خطاؤں کو اجتہادی خطا قرار دیا جو شرعاً گناہ نہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہو، بلکہ اُصولِ اجتہاد کے مطابق اپنی کوشش صَرف کرنے کے بعد بھی اگر ان سے خطا ہو گئی تو ایسے خطا کرنے والے بھی ثواب سے محروم نہیں ہوتے، ایک اجر اُن کو بھی ملتا ہے۔[158]

دلیل:

امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان رحمہ اللہ (ت 354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فِرْقَتَانِ تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ." [159]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے، ان دونوں گروہوں کے درمیان میں سے ایک الگ گروہ نکلے گا، پھر اس (مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان سے) نکلنے والے (گروہ) سے جو مسلمان (جماعت) لڑائی کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہو گی۔

"يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فِرْقَتَانِ :

ان دو گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے گروہ ہیں۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

إِشَارَةٌ إِلٰى فِرْقَةِ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. [160]

---

[158] مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم: ص89

[159] صحیح ابن حبان بترتیب بلبان الفاسی: ص1795، رقم الحدیث 6735

[160] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج7 ص94 کتاب الدیات باب قتل أھل الردۃ والسعاۃ بالفساد

ترجمہ: (حدیث کے یہ الفاظ) حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے گروہ کی طرف اشارہ ہے۔

تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ:

"نکلنے والے گروہ" (تیسرے گروہ) سے مراد خوارج کی جماعت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

الْمَارِقَةُ وَهِيَ الْخَوَارِجُ. [161]

ترجمہ: "نکلنے والے گروہ" سے مراد خوارج ہیں۔

تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ."

"حق کے قریب جماعت اس نکلنے والے گروہ یعنی خوارج کو قتل کرے گی" میں حق کے قریب والی جماعت کا مصداق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبد السلام بن تَیْمِیَّہ الحرّانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا الْحدِيْثُ الصَّحِيْحُ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ كِلَا الطَّائِفَتَيْنِ الْمُقْتَتِلَتَيْنِ عَلِيٌّ وَ اَصْحَابُهٗ وَمُعَاوِيَةُ وَاَصْحَابُهٗ عَلٰي حَقٍّ وَاَنَّ عَلِيًّا وَاَصْحَابَهٗ كَانُوْا اَقْرَبَ اِلَى الْحَقِّ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَ اَصْحَابِهٖ. [162]

ترجمہ: یہ صحیح حدیث بتاتی ہے کہ دونوں لڑنے والی جماعتیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی؛ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دونوں حق پر ہیں۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں بنسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے؛ لیکن ہیں دونوں حق پر۔

---

[161] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج7 ص94 کتاب الدیات باب قتل أھل الردۃ والسعاۃ بالفساد

[162] فتاوی ابن تیمیہ: ج4 ص243

فائدہ: اجتہادیات کا اختلاف؛ اَولیٰ، خلافِ اَولیٰ کا ہوتا ہے، حق و باطل کا نہیں ہوتا۔ مذکورہ بالا حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فریق کے اجتہاد کو اولیٰ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اختلاف اَولیٰ، خلافِ اَولیٰ کا تھا، حق و باطل کا نہیں تھا۔

9:مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں فریقین میں اجر کی تقسیم

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین میں سے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وَجہہ مجتہد مصیب ہونے کی وجہ سے دوہرے اجر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی ہونے کی وجہ سے اِکہرے اجر کے مستحق ہیں۔

1: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيْبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوْبِ هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ. [163]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے اور مصیب تھے۔یہی اھل السنۃ کا موقف ہے۔

2: ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) لکھتے ہیں:

فَإِنَّ كُلًّا مِّنْهُمْ مُجْتَهِدٌ، وَإِنْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُصِيْبًا. [164]

ترجمہ: ان میں سے ہر ایک مجتہد تھا، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

دلیل:

امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان رحمہ اللہ (ت354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَكُوْنُ فِيْ

---

[163] شرح النووی علی صحیح مسلم: ج7 ص538 کتاب الفتن وشراط الساعۃ

[164] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ج10 ص32 کتاب الفتن

أُمَّتِيْ فِرْقَتَانِ تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ." [165]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے، ان دونوں گروہوں کے درمیان میں سے ایک الگ گروہ نکلے گا، پھر اس (مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان سے) نکلنے والے (گروہ) سے جو مسلمان (جماعت) لڑائی کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہو گی۔

"يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فِرْقَتَانِ :

ان دو گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے گروہ ہیں۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

إِشَارَةٌ إِلٰى فِرْقَةِ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. [166]

ترجمہ: (حدیث کے یہ الفاظ) حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے گروہ کی طرف اشارہ ہے۔

تَمْرُقُ بَيْنَهُمَا مَارِقَةٌ :

"نکلنے والے گروہ" (تیسرے گروہ) سے مراد خوارج کی جماعت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

الْمَارِقَةُ وَهِيَ الْخَوَارِجُ. [167]

ترجمہ: "نکلنے والے گروہ" سے مراد خوارج ہیں۔

---

[165] صحیح ابن حبان بترتیب بِلُبان الفاسی: ص 1795، رقم الحدیث 6735

[166] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 7 ص 94 کتاب الدیات باب قتل أھل الردۃ والسعاۃ بالفساد

[167] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج 7 ص 94 کتاب الدیات باب قتل أھل الردۃ والسعاۃ بالفساد

تَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ."

"حق کے قریب جماعت اس نکلنے والے گروہ یعنی خوارج کو قتل کرے گی" میں حق کے قریب والی جماعت کامصداق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن عبد السلام بن تَیْمِیَّہ الحرّانی الحنبلی رحمہ اللہ (ت728ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا الْحدِيْثُ الصَّحِيْحُ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ كِلَا الطَّائِفَتَيْنِ الْمُقْتَتِلَتَيْنِ عَلِيٌّ وَ اَصْحَابُهٗ وَمُعَاوِيَةُ وَاَصْحَابُهٗ عَلٰى حَقٍّ وَاَنَّ عَلِيًّا وَاَصْحَابَهٗ كَانُوْا اَقْرَبَ اِلَى الْحَقِّ مِنْ مُّعَاوِيَةَ وَ اَصْحَابِهٖ. [168]

ترجمہ: یہ صحیح حدیث بتاتی ہے کہ دونوں لڑنے والی جماعتیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی؛ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دونوں حق پر ہیں۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں بنسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے؛ لیکن ہیں دونوں حق پر۔

10: مشاجراتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم)؛ فریقین پر طعن کی حرمت اور خاموشی کا وجوب

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فریقین میں سے کسی ایک پر طعن و تشنیع کرنا حرام اور خاموشی اختیار کرنا واجب ہے

1: امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی الشافعی رحمہ اللہ (ت430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا الشَّافِعِيُّ قَالَ: قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: مَا تَقُوْلُ فِي أَهْلِ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ يَدِيْ مِنْهَا. فَلَا أُحِبُّ أَنْ أُخَضِّبَ لِسَانِيْ فِيْهَا. [169]

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے ہمیں بیان فرمایا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ صفین

[168] فتاوی ابن تیمیہ: ج4 ص243

[169] حلیۃ الاولیاء: ج9 ص121 ترجمۃ الامام الشافعی، تحت الرقم 13318

کے لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: وہ (ایسا) خون ہے جس سے اللہ نے میرے ہاتھوں کو پاک رکھا، تو میں پسند نہیں کرتا کہ اپنی زبان کو اس میں آلودہ کروں (یعنی میں اس جھگڑے میں زبان نہ کھولنا بہتر سمجھتا ہوں)۔

:2 قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی رحمہ اللہ (ت 544ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ تَوْقِيْرِه وَبِرِّه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْقِيْرُ أَصْحَابِه وَبِرُّهُمْ، وَمَعْرِفَةُ حَقِّهِمْ، وَالِاقْتِدَاءُ بِهِمْ، وَحُسْنُ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ، وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ. [170]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی تعظیم کی جائے، ان سے بھلائی کا برتاؤ کیا جائے، ان کا حق پہچانا جائے، ان کی پیروی کی جائے، ان کی اچھے الفاظ میں تعریف کی جائے، ان کے لیے دعا و استغفار کیا جائے، اور ان کے باہمی اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے۔

:3 شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی رحمہ اللہ (ت 561ھ) لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَالْإِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِئِهِمْ، وَإِظْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ. [171]

ترجمہ: اھل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو نزاعات ہوئے ان میں خاموشی اختیار کرنا اور ان کی خامیاں بیان کرنے سے باز رہنا واجب ہے۔ اسی طرح ان کے فضائل و مناقب اور خوبیاں بیان کرنا بھی واجب ہے۔

:4 علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقِّ إِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ. [172]

---

[170] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ص 38 الباب الثالث، الفصل السادس

[171] الغُنْيَة لطالبي طريق الحقّ للجيلاني: ص 113

[172] شرح النووی علی صحیح مسلم: ج7 ص538 کتاب الفتن و شراط الساعۃ

ترجمہ: اھل السنۃ اور اھل حق کا مذہب اور نظریہ؛ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے۔

5: علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ سُنَّةٍ: وَهُمْ أُوْلُو الْعِلْمِ، وَهُمْ مُحِبُّوْنَ لِلصَّحَابَةِ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ)، كَافُّوْنَ عَنِ الْخَوْضِ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ. [173]

ترجمہ: اہلِ سنت جو اہلِ علم ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرنے والے ہیں، اور ان کے باہمی اختلافات میں زبان کھولنے سے باز رہنے والے ہیں۔

6: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ مَنْعِ الطَّعْنِ عَلٰى أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ بِسَبَبِ مَا وَقَعَ لَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ. [174]

ترجمہ: اھل السنۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں سے کسی پر بھی ان واقعات کی بنا پر طعن و تنقید کرنا جائز نہیں جو؛ اِن کے مابین پیش آئے۔

7: ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا كَفُّ الْأَلْسِنَةِ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ فَإِنَّ كُلًّا مِّنْهُمْ مُجْتَهِدٌ، وَإِنْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُصِيْبًا، فَلَا يَجُوْزُ الطَّعْنُ فِيْهِمَا. [175]

ترجمہ: رہی بات ان (صحابہ) پر طعن سے زبان روکنے کی تو وہ اس لیے ہے کہ ان میں سے ہر ایک مجتہد تھا، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے لیکن پھر بھی ان فریقین پر طعن کرنا جائز نہیں۔

---

[173] سیر اعلام النبلاء للذھبی: ج5 ص236 رقم الترجمۃ919

[174] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص43 بَابٌ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

[175] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج10 ص32 کتاب الفتن